اللّٰہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

مصباح

احمدی خواتین کا ماہوار علمی ادبی اخلاقی رسالہ

جلد ۱۳

نمبر ۱۲

ایڈیٹر

مولوی محمد یعقوب فاضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چندہ سالانہ دو روپے

اگست ۱۹۳۹ء

فیشن کی تباہ کاریاں

ہم نشیں یہ جذبۂ فیشن پرستی الاماں
دامنِ اخلاق کی اس نے اڑا دی دھجیاں

کفر ہے اسکی پرستش نوعِ انساں کیلئے
برق ہے اسکی تمنا خرمنِ جاں کیلئے

پھونک دیتا ہے یہ شعلہ گلستانِ زندگی
ہے قیامت خیز ظلمت اسکی یہ تابندگی

عسرت و افلاس کا پیغامبر کہیئے اسے
یا ہلاکت آفریں ذوقِ نظر کہیئے اسے

دشمنِ انسانیت ہے دشمنِ ایمان ہے
دینِ فطرت سے بغاوت کفر سے پیمان ہے

ہمنشیں جس روشنی پر اسقدر نازاں ہے تو
اس کے شعلوں میں سدا جلتا ہے انساں کا لہو

خرمنِ اخلاق پر گرتی ہیں پیہم بجلیاں
آہ یہ فیشن کی ہیں ساری کرشمہ سازیاں

(ماخوذ)

منزل شوق

جہاں ماورائے جہاں اور بھی ہیں
زمیں اور بھی آسماں اور بھی ہیں

نظر کو نہ پابند کر اک چمن کا
چمن اور بھی گلستاں اور بھی ہیں

مہ و مہر و انجم پہ موقوف کیا ہے
ہزاروں ترے رازداں اور بھی ہیں

اٹھائے تو علم و عمل نے ہیں پردے
حجابات ابھی درمیاں اور بھی ہیں

نظر ہو تو کھول آنکھ مردِ خرد ور
ہزاروں جہاں در جہاں اور بھی ہیں

(ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافتِ ثانیہ کے بابرکت عہد میں

احمدیت کی عظیم الشان ترقی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اکتیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس عرصہ میں چھ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر متمکن رہے۔ اور ان کی وفات کے بعد ہمارے موجودہ امام خلیفہ مقرر ہوئے۔ اسوقت تک حضور کی خلافت پر پچیس سال گذر چکے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ اس سارے عرصہ پر نگاہ ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلافت بہت ہی بابرکت چیز ہے۔ اور جماعت کو متحد و متفق رکھنے۔ اور دین کی اشاعت کے لئے خلیفہ کا وجود نہایت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ذریعہ جماعت کی بنیاد قائم کرتا ہے۔ اور جب اس نبی کی وفات کا وقت آتا ہے۔ تو اگرچہ اس کے سلسلہ اور اس کی جماعت کی بنیاد راسخ ہو چکی ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی ظاہر بین انسان کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ نبی کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دو قسم کی قدرتیں ظاہر کیا کرتا ہے۔ ایک خود نبیوں کے ہاتھ سے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب جماعت نابود ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو کسی خلیفہ کے ذریعہ سنبھال لیتا ہے۔ اسی قدیم سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت شروع ہوا۔ جس کی عظیم الشان برکات جماعت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ خلافت ثانیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے باہر باقاعدہ تبلیغ احمدیت شروع ہوئی۔ اور آج بیسیوں جماعتیں ہندوستان کے باہر مختلف ملکوں میں قائم ہیں۔ اسی طرح احمدیت بیرون ہند اور اندرون ہند میں روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں احمدیت کی ترقی میں اضافہ نہ ہوتا ہو۔ پس خلافت ثانیہ کی برکات اس بات پر زندہ گواہ ہیں کہ اسلام نے کامیابی کا جو طریق مقرر فرمایا ہے۔ وہی مفید اور بابرکت ہے۔ اور خلافت سے انحراف اپنے آپکو ہلاکت کے گڑھے میں گرانے کے مترادف +

(خاکسار امۃ اللہ زوجہ ثانیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معارف القرآن

یعنی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کے

فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان)

سُورۃ الفجر پارہ ۳۰

وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ہم شہادت کے طور پر فجر کو پیش کرتے ہیں۔ اور قسم کھاتے ہیں اس زمانہ کی جو فجر کے مطابق ہے۔ فجر کا زمانہ انبیاء کی ترقی اور کامیابی کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور دس راتیں جو ہیں۔ یہ فیج اعوج کا زمانہ ہے جو دس صدیاں ہیں۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا زمانہ تین سو سال تک ہوگا۔ اور ہم جفت اور طاق کی قسم کھاتے ہیں۔ وتر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کے ساتھ کوئی شفع کرنے والی چیز نہیں۔ اور رات کو پیش کرتے ہیں۔ جب وہ چلنے لگے۔ یا جب وہ دوبارہ گذر جائے گی۔ اس سے مراد عام صبح اور رات نہیں۔ بلکہ وہ راتیں ہیں جن کو تاریکی کا زمانہ کہتے ہیں۔ الفاظ کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ اس جگہ استعارۃً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ذکر ہے وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ کے معنے یا تو لیل ناشئہ کے مطابق یہ ہیں کہ رات کی قسم جب اس میں چلا جاتا ہے۔ یعنی انسان اس میں رُوحانی ترقیات حاصل کرتا ہے۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ رات کی قسم جب وہ نصف تک پہنچ جائے۔ اور اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ آخر حصہ رات میں دُعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اسی لئے اس کی قسم کھائی۔ اللہ تعالیٰ کفار کو فرماتا ہے کہ جب ایسے ایسے اوقات مقرر ہیں کہ ان میں فوراً دُعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ تو تم کیوں اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ یہ اوقات اللہ تعالیٰ نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل ہمیں بھی بتائے ہیں۔ ایکدفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں کو قبولیت دُعا کا وقت بتانے کے لئے باہر نکلے۔ مگر اسوقت دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ اُن کو لڑتا دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ تمہیں دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے۔ مگر اتنا فرمایا کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں یہ وقت ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ ان راتوں کے علاوہ بھی یہ وقت آتا ہے۔ مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیت دُعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ بالعموم ستائیسویں رمضان کی رات کو یہ وقت آتا ہے۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۙ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا یہ قسم کافی نہیں ہے۔ دانا لوگوں کے لئے یہ کوئی ہنسی کی بات نہیں کہ رات کو اگر دُعا کی جائے گی تو کیا ہو جائے گا۔ اب مسلمانوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ایسے آدمی موجود ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ لفظوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ زبان سے یہ کہنے سے کہ اے خدا تو ہمیں کامیاب کر۔ ہماری تکلیف کو دور کر۔ ہمیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔ کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن دنیا میں جتنے کام چل رہے ہیں۔ وہ سب لفظوں سے ہی چل رہے ہیں مثلاً ایک فقیر آکر کہتا ہے کہ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ تو اس کے کہنے پر اس کو دیا جاتا ہے۔ اب اگر وہ زبان سے کچھ کہے ہی نہ تو اس کو ملے کیونکر۔ اسی طرح ہر ایک کام لفظوں کے ذریعہ ہی ہو رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۝

اگر کہو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کفار کو تباہ کرے گا۔ تو آؤ تمہیں بتائیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تیرے ربنے عاد سے کیا سلوک کیا۔ عاد سے مراد قوم عاد ہے۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝ عاد دو ہیں۔ عاد اولیٰ اور عاد اخریٰ۔ ارم عاد اولیٰ ہے۔ جو بڑے ستونوں والے تھے۔ بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے تھے۔ جنکی مثال اس ملک میں کوئی پیدا نہیں کی گئی۔

وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝
وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝ اور تمہیں معلوم نہیں ان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ثمود کے ساتھ کیا کیا جو پہاڑوں کو کاٹتے تھے وادی میں۔ یہ پہاڑوں میں مکان تیار کیا کرتے تھے۔ اور فرعون جو بڑے لشکروں والا اور بڑی اونچی عمارتوں والا تھا۔ اوتاد جمع ہے۔ اس کا مفرد وتد ہے بمعنی میخ۔

الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝ فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ یہ سب لوگ ایسے تھے جنہوں نے سرکشی کی۔ اور بڑا فساد پھیلایا زمین میں۔ پس خدا نے ان کے اوپر عذاب کا کوڑا پھینکا۔ یعنی متواتر عذاب ان پر نازل ہوا۔ فرماتا ہے۔ کیا تمہیں ان شہادتوں سے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے غافل نہیں۔ یقیناً تیرا رب گھات میں لگا ہوا ہے۔ اور جو کوئی بھی نبی کا مقابلہ کرے گا۔ وہ تباہ ہو جائے گا۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَکْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۝ فَیَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَکْرَمَنِ ۝

پس انسان کو جب اس کا رب ایسے ابتلاء میں ڈالتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربنے مجھے عزت دی ہے۔

وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ ۝ فَیَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَهَانَنِ ۝ کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝ وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ اور جب اس قسم کے ابتلا میں ڈالدیتا ہے کہ اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔ تو پھر وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرے ساتھ کون سا سلوک کیا ہے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم نے یتیموں کی عزت نہ کی۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم (عملی طور پر) رغبت نہیں دلاتے تھے مسکین کے کھلانے پر اور تم کھا جانے تھے ورثہ کو سارے کا سارا۔ اور تم مال سے بڑی محبت کرتے تھے۔ پس ان تمام باتوں کے نتیجے میں تمہیں یہ سزا دیجاتی ہے۔ کہ تم کو ذلیل کیا جاتا ہے۔

کَلَّآ اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا ۚ اللہ تعالیٰ کفار کو فرماتا ہے کہ تم یہ خیال نہ کرنا کہ ہم عذاب سے بچ جائیں گے۔ ایک وقت ایسا آئیگا۔ جبکہ زمین ٹکڑے ٹکڑے کی جائے گی۔ یعنی سخت زلزلہ آئے گا۔ اور آئے گا تیرا رب اور فرشتے بھی صفیں باندھ کر۔

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَھَنَّمَ ۙ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَہُ الذِّکْرٰی ؕ اور اُس دن جہنم کو خدا قریب لائے گا جس سے کفار کو سزا دی جائے گی۔ اس دن انسان کو نصیحت آئیگی اور کہاں ہے اس کے لئے نصیحت پانا۔

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۚ اس دن کہیگا انسان کہ کاش میں اپنی زندگی کے لئے سامان بھیجتا یعنی نیک اعمال کرتا۔ تاکہ آج مجھ سے یہ سلوک نہ ہوتا۔

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗٓ اَحَدٌ ۙ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَہٗٓ اَحَدٌ ؕ اس دن خدا کے عذاب کے برابر کوئی عذاب نہیں دے سکیگا۔ اور خدا کی قید کی طرح کوئی قید نہیں کر سکے گا۔

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ۙ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۚ اے نفس جو پہلے کمزور اور ذلیل تھا۔ اب تو تجھے اطمینان آگیا لوٹ جا اپنے رب کی طرف تو خدا سے خوش اور خدا تجھ سے خوش۔ نفس مطمئنہ۔ ایسا دل جو کہ ہر ایک قسم کی بدیوں اور بُری خواہشوں سے پاک ہو۔ اور اس کا خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق ہو کہ دنیاوی لالچیں اور حرصیں اس تک نہ پہنچ سکتی ہوں۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ پس ایسے پاک دل رکھنے والے کو اللہ فرمائے گا کہ جا میرے پیارے بندوں میں داخل ہو جا۔ اصل میں تو سارے ہی خدا تعالیٰ کے بندے ہیں لیکن بعض متمرد اور نافرمان ہوتے ہیں۔ اس لئے اصل معنوں میں خدا تعالےٰ کے وہی بندے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔

وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۚ اور داخل ہو میرے بہشت میں۔

لجنہ اماءاللہ جمشید پور کا جلسہ

لجنہ اماءاللہ جمشید پور نے ایک اجلاس میں جو جناب پریذیڈنٹ صاحبہ کے مکان پر منعقد ہوا حسب ذیل باتیں طے کی ہیں۔ اوّل:۔ تمام احمدی مستورات اور بچوں سے نماز سُنی جائے۔ دوم:۔ قرآن شریف کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں شروع کیجائیں۔ سب سے پہلے کشتی نوح کا درس دیا جائے۔ مکرمہ بیگم صاحبہ عبداللہ خاں دونوں چیزوں کا درس دیں جو مہینہ میں دو بار ہو۔ سوم:۔ عورتوں کو تحریک کیجائے کہ نماز جمعہ میں شامل ہوں۔ نیز چندوں کے متعلق باقاعدگی اختیار کریں۔

(خاکسار عنایت بیگم سکرٹری لجنہ اماءاللہ جمشید پور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

کلمات طیبات

پردہ کی غرض و غائت

عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے۔ ذرا انکی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے۔ تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں۔ اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو۔ تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں۔ اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے۔ نہ آخرت کا یقین ہے۔ دُنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے۔ کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جائے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو۔ کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں۔ تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو۔ کہ آیا پردہ ضروری ہے یا نہیں ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا۔ کہ آزادی اور بے پردگی ہو۔ گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم سے کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں۔ کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے۔ کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جائے۔ قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھکر حسب حال تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالك ازکی لھم۔ کہ تو ایمان والوں کو کہدے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اور اس میں اس امر کی ممانعت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سُنا جائے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ آخرکار انسان کو اُن سے رکنا ہی پڑتا ہے (تعدد ازدواج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو) ہر چہ دانا کند کند ناداں۔ لیکن بعد از خرابیٔ بسیار ہمیں افسوس ہے۔ کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پر زور دیتے ہیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوستان پر ہے کہ اس نے ان کو تہذیب سکھائی۔ اور اس کی تعلیم ایسی ہے جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ خربستہ بہ گرچہ دزد آشناست۔ یہی حالت مرد و عورت کے تعلقات کی ہے۔ کہ اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جب انکو ذرا سی تحریک ہوئی۔ تو جھٹ حد اعتدال سے اِدھر اُدھر ہو گئے۔ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز نہ دخل دیا جائے ذرا اپنے دلوں میں غور کرو۔ کہ کیا تمہارے دل راجہ رامچندر اور کرشن وغیرہ کی طرح پاک ہو گئے ہیں۔ پھر جب وہ پاکدلی تم کو نصیب نہیں ہوئی۔ تو بے پردگی کو رواج دے کر بکریوں کو شیروں کے آگے کیوں رکھتے ہو۔ ہٹ اور ضد اور تعصب اور چڑ وغیرہ سے تم لوگ دیدہ دانستہ اسلام کے ان پاکیزہ اصول کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ جن سے تمہاری عفت برقرار رہتی ہے۔ عقل تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو نیک بات جہاں سے ملے وہ لے لے۔ کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی سی ہے۔ اور یہ اشیاء خواہ کہیں ہوں۔ آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہونگی۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ اسلام کے نام سے چڑ کر تم نیکی کو ترک نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر اس کا ضرر ہے تو تم ہی کو ہے۔ ہاں اگر تم لوگوں کو یہ اطمینان ہے کہ سب کے سب بھگت بن گئے ہو۔ اور نفسانی جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے۔ اور قوی پرمیشر کی رضاء اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہیں کرتے۔ تو پھر ہم تم کو منع نہیں کرتے۔ بیشک بے پردگی کو رواج دو۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے۔ ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہیں۔ اور تم میں سے جس قدر لوگ لیڈر بن کر قوم کی اصلاح کے درپے ہیں ان کی مثال سفید قبر کی سی ہے جس کے اندر بجز ہڈیوں کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ ان کی صرف باتیں ہی ہیں عمل وغیرہ کچھ نہیں۔ اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ بدیوں کی طرف جھک پڑتا ہے۔ اور ذرا سی بھی تحریک ہو۔ تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے۔ کہ اس کی اصلاح کرے۔ اور اس کی اصلاح کی حالتوں کے لحاظ سے اس کے چار نام مقرر کئے گئے ہیں۔ اوّل نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ جس کو نیکی بدی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اور یہ حالت طفلگی تک رہتی ہے۔ پھر نفس امّارہ ہوتا ہے۔ کہ بدیوں کی طرف ہی مائل رہتا ہے۔ اور انسان کو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اس کی بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو۔ کبھی چوری کرتا ہے۔ کوئی گالی دے یا ذرا خلاف مرضی کام ہو۔ تو اُسے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو۔ تو گناہوں اور فسق و فجور کا سیلاب بہ نکلتا ہے۔ دُوسرا نفس لوامہ ہے۔ کہ اس میں بدیاں بالکل دُور نہیں ہوتیں۔ مگر ہاں ایک پچھتاوا اور حسرت و افسوس مرتکب اپنے دِل میں محسوس کرتا ہے۔ اور جب بدی ہو جائے۔ تو اس کے دِل میں نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور تدبیر کرتا ہے کہ کسی طرح گناہ سے بچے۔ اور دُعا میں لگتا ہے کہ زندگی پاک ہو جائے۔ اور ہوتے ہوتے جب یہ گناہ سے پوتر ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نام مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت میں وہ بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے۔ جیسے کہ خدا بدی کو سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دنیا گناہ کا گھر ہے۔ جس میں سرکشیوں میں پڑ کر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے۔ نفس امّارہ کی حالت میں اس کے پاؤں میں زنجیریں ہی زنجیریں ہوتی ہیں۔ اور لوامہ میں کچھ زنجیریں پاؤں میں ہوتی ہیں اور کچھ اتر جاتی ہیں۔ مگر مطمئنہ میں کوئی زنجیر باقی نہیں رہتی۔ سب کی سب اُتر جاتی ہیں۔ اور وہی زمانہ انسان کا خدا کی طرف پکے رجوع کا ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے کامل بندے ہوتے ہیں۔ جو نفس مطمئنہ کے ساتھ دُنیا سے علیحدہ ہوں۔ اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کرلے۔ تب تک اُسے مطلق علم نہیں ہوتا کہ جنّت میں جاؤں گا یا دوزخ میں۔ پس جبکہ انسان بلا حصول نفس مطمئنہ کے نہ پُوری پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے اور نہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تو اب خواہ آریہ ہوں یا عیسائی۔ کونسی عقلمندی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ نفس حاصل ہو۔ وہ بھیڑیوں اور بکریوں کو اکٹھا چھوڑ دیں۔ کیا ان کو اُمیّد ہے کہ وہ پاک اور بے شر زندگی بسر کرلیں گے۔ یہ ہے سرّ اسلامی پردہ کا۔ اور مَیں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے۔ جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔"

(البدر مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء)

رپورٹ لجنہ اماء اللہ امرتسر

۲۳ جولائی لجنہ اماء اللہ کا پندرہ روزہ جلسہ بر مکان ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم و مغفور منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد ممتاز عصمت نے اپنا مضمون بعنوان "قربانی کے بغیر خوشی کی گھڑیاں میسّر نہیں آ سکتیں" پڑھا۔ اسکے بعد میں نے ایک مضمون بعنوان "انسان ایک دوسرے سے رنجش کیسے پیدا کرتا ہے" سُنایا۔ اسکے بعد امۃ اللطیف صاحبہ نے ایک مضمون پڑھ کر سُنایا۔ بعد ازاں اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ صفدر جنگ ہمایوں نے ایک مضمون بعنوان "نماز مسلمانوں کا اولین فرض ہے" پڑھا اور دُعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ ([illegible] سیکرٹری لجنہ اماء اللہ امرتسر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدرِ کامل

ظلمت کی گھٹا ٹوپ گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ رات کی تاریکی نے دنیا پر اپنا تسلط جمایا ہوا تھا۔ اور اس گہری تاریکی نے بنی نوع انسان کے قلوب کو بھی تاریک کر دیا تھا۔ دل زنگ آلود تھے۔ ارواح آبِ حیات کی پیاسی تھیں۔ اور لوگ ضلالت کے گڑھے میں گر رہے تھے۔ کہ یکایک رحیم و کریم خدا کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اس نے دنیا کی ہدایت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت میں ایک بدر کامل کو جلوہ افروزی بخشی۔ جس کے آنے سے سیاہی کافور ہو گئی۔ اور سعید رُوحیں مستانہ وار خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گانے لگ گئیں۔

مگر آہ کور بین اور شپرہ چشم لوگوں نے کہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج ہیں تو سورج کے ہوتے ہوئے چاند کس طرح رُونما ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں۔ اور سورج کے ہوتے ہوئے کسی دیئے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جس طرح ظاہری سورج کی روشنی کو گو کوئی کم نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی رات آجاتی ہے جس میں چاند اور ستاروں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک شمس ہیں۔ مگر چونکہ دنیا نے آپ کی قوت قدسی سے فیض اُٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اپنا رُخ دوسری طرف موڑ لیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ ان پر رات چھا جاتی۔ اور اب یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو پھر پُرنُور بنانے کے لئے آسمان رشد میں ایک چاند پیدا کیا۔ انوار الٰہی کا یہ سلسلہ آج ہی شروع نہیں ہؤا۔ بلکہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایسے برگزیدہ نفوس کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اور جُوں جُوں مخلوقِ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تعلیم اور آپ کے ارشاداتِ ربانیہ کو پس پشت ڈالتی گئی۔ ایک سے ایک بڑھ کر مجدد آنے لگا۔ حتیٰ کہ چودھویں صدی میں چودھواں مجدد چودھویں رات کے چاند کی طرح اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چودھویں صدی میں آئے۔ اس لئے آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کامل فیض حاصل کرتے ہوئے نہ صرف مجدد بلکہ نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب کیا کوئی نظام شمسی اور نظام قمری کو دیکھنے کے باوجود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُورج سے تشبیہ دینے کے باوجود اس بات سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ چودھویں صدی کے سر پر آئے ہیں وہ چودھویں کے چاند نہیں۔ کیا خدا اور تیرہ راتوں میں یعنی تیرہ صدیوں میں تو مجدد بھیجتا رہا۔ اور چودھویں رات کا چاند جس سے آسمان و زمین منوّر ہونے تھے۔ اس کو چودھویں صدی میں نہ بھیجتا ؎

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

(نجمہ مبارکہ سیالکوٹی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحابہ کرام رضی کا جذبۂ اخلاص

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے اور غار ثور میں پناہ گزین ہوئے تو اس غار کے تمام سوراخ اگرچہ نہایت احتیاط کیساتھ بند کر دئے گئے تھے۔ تاہم ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھکر استراحت فرما رہے تھے کہ اتفاقاً اس سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب آقا کے آرام میں معمولی خلل کو بھی گوارا نہ کرتے ہوئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر خوشی اور مسرت کے جذبات سے معمور ہو کر اس سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ جس پر سانپ نے ڈس لیا۔ اور زہر آپؓ کے جسم میں اثر کرنے لگا۔ مگر آپ نے پھر بھی حضورؐ کے آرام کا اس قدر خیال رکھا کہ اُف تک نہ کی لیکن درد کی شدت چونکہ بیقرار کر رہی تھی۔ اس لئے آنکھوں میں آنسو آ گئے جسکا ایک قطرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رخسار مبارک پر گر گیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعاب دہن اس مقام پر لگا دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی وقت زہر دور ہو گیا +

(۲) اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ تو حضرت مالک بن سنان نے بڑھ کر خون کو چوس لیا اور ادب کے لحاظ سے چوسے ہوئے خون کو زمین پر پھینکنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ اُسے پی گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے۔ جس کا خون میرے خون سے آمیز ہو۔ تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔ اس کے بعد حضرت مالک نے نہایت بہادری کے ساتھ لڑ کر شہادت حاصل کی +

(۳) حضرت طلحہؓ نے بیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ جنگ اُحد میں جب بعض مسلمانوں کی غلطی کیوجہ سے کفار نے دوبارہ حملہ کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد و پیش بہت تھوڑے آدمی رہ گئے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے اُس وقت نہایت جاں نثاری کا ثبوت پیش کیا۔ اور اپنی جان پر کھیل کر حضورؐ کی حفاظت کی۔ دشمن کی طرف سے جو تیر آتا اُسے اپنے ہاتھ پر روکتے۔ اور اپنے ہاتھ کو اِدھر اُدھر جنبش دینا تو درکنار منہ سے اُف تک نہ کرتے۔ مبادا کہ حرکت پیدا ہو۔ اور ہاتھ سامنے سے ہٹ جائے۔ اور اس طرح رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند پہنچ جائے۔ غرض آپؓ نے اس ہاتھ پر اس قدر تیر کھائے کہ وہ بالکل شل ہو گیا +

ان مثالوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہمیں بھی اپنے اندر اسی قسم کا جذبۂ جاں نثاری پیدا کرنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم بھی اپنی تمام طاقتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دیں:

(فاطمہ بیگم درجہ ثانیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیّت دُنیا کے کناروں تک

آج سے پچاس سال پہلے دُنیا میں بہت ہی ظلمت اور تاریکی پھیل چکی تھی۔ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ دیکھنے کو مسجدیں تو بہت تھیں۔ مگران میں نماز پڑھنے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔ قرآن شریف پر کوئی عمل نہیں کرتا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کو ہر شخص بھول چکا تھا۔ یہ حالت دیکھکر خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے قادیان میں حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا۔ جو عین چودھویں صدی کے شروع میں مبعوث ہوئے۔ جس وقت بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب نے ماموریت کا دعوےٰ کیا۔ کسی کو یہ خیال نہیں تھا کہ یہ سلسلہ عظمت و شہرت حاصل کرے گا۔ قادیان کو ایک گمنام بستی سمجھکر حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور جماعت اور اس کے بانی کی ظاہری حالت دیکھکر کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یہ سلسلہ بڑھے گا اور ترقی کرے گا۔ اور دُنیا کے کناروں تک پھیل جائے گا۔ بلکہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کے لئے تند ہوا کا ایک جھونکا ہی کافی ہے۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ یہ چھوٹی سی کونپل بڑھتی چلی گئی۔ اور کسی طوفان اور آندھی نے اسے پنپنے سے نہ روکا۔ ہر مخالف نے اس جماعت مٹانے اور برباد کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی ترقی کی رفتار روز بروز تیز ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ آج دنیا یہ دیکھکر حیران ہے۔ کہ وہی جماعت جسکو لوگ بالکل کمزور اور ناتوان سمجھتے تھے۔ آج دُنیا میں شہرت اور عظمت حاصل کر چکی ہے۔ اور بڑے زور شور سے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ وہ کمزور کونپل جس کو فنا کرنے کے لئے ہوا کا ایک جھونکا کافی سمجھا جاتا تھا۔ آج اپنے اردگرد کے طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہُوئے ایک تناور درخت کی شکل میں رُونما ہے۔ دُشمن بھی جو اس کو بالکل بے حقیقت سمجھتے تھے۔ اس کی طاقت اور عظمت کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور وہی مخالف جو کہتے تھے۔ کہ یہ سلسلہ کبھی ترقی نہیں کرے گا۔ آج ان دشمنوں کے سامنے ہی یہ سلسلہ تمام رُوئے زمین پر پھیل چکا ہے۔ یہ ترقی احمدیت کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مامور من اللہ ہونے کا ایک ایسا قطعی اور یقینی ثبوت ہے۔ جس سے کوئی سلیم الطبع انسان انکار نہیں کر سکتا *

(خاکسارہ سعیدہ بیگم سکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ جہلم)

حل طلب معمّہ

میں باغ کا سرتاج ہوں میرے بغیر باغ سج نہیں سکتا۔ اور نہ ہی کوئی شادی غمی ہے جسمیں مَیں شریک نہ کیا جاؤں سچ تو یہ ہے کہ میرے بغیر نہ شادی شادی ہے نہ غمی غمی۔ لو ذرا اور صاف بتاتی ہوں۔ میرا نام چار حرفی ہے۔ اگر ۱، ۲ کو ۴، ۳ جمع کیا جائے تو طاقت کے معنی دیتا ہے۔ اور اگر ۳، ۱ کو ملایا جائے۔ تو وہ طاقت بن جاتا ہوں جس سے تمام دنیا خائف بھی ہے اور خوش بھی۔ بتاؤ میں کیا ہوں؟

(عکشیۃ النساء متعلمہ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہمان نوازی

دنیا میں مہمان نوازی ایک قابل تعریف فعل سمجھا جاتا ہے۔ اور مہمان نواز نظرِ استحسان سے دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قرآن کریم میں واقعہ بیان فرما کر نہایت لطیف پیرایہ میں مسلمانوں کو مہمان نوازی کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ ھل اتٰک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین۔ اذ دخلوا علیہ فقالوا سلاما قال سلام قوم منکرون ۔ فراغ الیٰ اھلہ فجاء بعجلٍ سمین ۔ بعض لوگ اپنے رشتہ دار مہمانوں کی تو خوب خاطر تواضع کرتے ہیں۔ لیکن اجنبی مہمانوں کے ساتھ قابل تعریف سلوک نہیں کرتے۔ مگر اس جگہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کیا تیرے پاس ابراہیمؑ کے مکرم مہمانوں کی خبر نہیں پہنچی۔ کہ جب ابراہیمؑ کے ہاں مہمان آئے۔ تو سلام دعا کے بعد کہا۔ ناآشنا لوگ ہیں۔ یہ کہکر چپکے سے گئے اور جاکر ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کرکے کھانا تیار کرایا۔ اس جگہ مکرمین کا لفظ استعمال فرما کر اشارہ کیا۔ کہ مہمانوں کی تکریم و تعظیم کرنی چاہئے۔ اور انہیں مکرم و معزز سمجھنا چاہیئے۔ اور قوم منکرون کہکر تعلیم دی۔ کہ واقف ناواقف ہر دو قسم کے مہمان قابلِ عزت ہوتے ہیں۔ پھر فراغ کا لفظ کہکر اس طرف اشارہ کیا کہ مہمان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ آپکو بھوک ہے یا پیاس ہے۔ کیونکہ حوائج انسانی ایسے نہیں ہیں کہ کسی وقت ان کو علیحدہ کیا جاسکے بلکہ جو کچھ حاضر ہو یا جو کچھ میسر آئے پیش کردیا جائے۔ سمین کہکر اس طرف توجہ دلائی کہ جہاں تک ہوسکے۔ اچھی چیز پیش کرنی چاہیئے۔

مہمان نوازی اگرچہ قابل تعریف فعل ہے مگر جہاں اور امور میں خیر الامور اوسطہا کا قول صادق آتا ہے، وہاں اس میں بھی اعتدال کی رعایت ملحوظ رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ بعض لوگ مہمان نوازی میں اس قدر اسراف کرتے ہیں۔ کہ بعد میں انہیں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ حالانکہ اسراف اسلام میں منع ہے۔ پس اپنی حیثیت کے مطابق جو چیز میسر آسکے پیش کرنی چاہیئے۔ اور اسراف سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

دراصل مہمان نوازی اس کا نام نہیں ہے کہ دسترخوان پر ضرور اعلیٰ کھانے ہوں یا بہت سے کھانے ہی ہوں۔ بلکہ مہمان نوازی یہ ہے۔ کہ انسان مہمان کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ اپنی طرف سے جو اچھی سے اچھی چیز میسر آئے یا حاضر ہو پیش کردے۔ خوش خلقی سے اس کے دل کو لبھائے۔ اور اپنی باتوں سے اُسے خوش کرے۔ غرض ہر ممکن خدمت کرے۔

بعض لوگ صرف اس خیال سے کہ وہ

اعلیٰ قسم کا سامان نہیں رکھتے۔ یا اعلیٰ قسم کے کھانے مہیا نہیں کر سکتے۔ مہمان نوازی کرنے سے جو کہ اوصاف حمیدہ میں سے ایک صفت ہے۔ محروم رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی مہمان کی خدمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جو مہمان نوازی کو بوجھ خیال کرتے ہیں۔

ان دونوں قسم کے خیالات یعنی تنگدلی، اور اسراف سے منزہ ہو کر ادب اور کشادہ روئی کے ساتھ مہمان نوازی بجالانی چاہیئے۔

عرب کی مہمان نوازی تو مشہور ہی تھی۔ مگر آفتاب نبوت کے ظہور کے بعد اُس نے اور ترقی کی۔ اور حاملان اسلام نے وہ نمونہ مہمان نوازی کا دکھایا کہ جو کبھی کسی نے نہ دکھایا۔ سُبحان اللہ اس فقرہ کو ہر رنگ میں صحابہؓ نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا۔ کہ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس۔ مہمان آ گیا کھانا صرف اتنا ہی میسر تھا جتنا کہ صرف مہمان کے آگے رکھا جائے۔ مگر اُس کھانے کو کھانے والا صرف ایک شخص ہی نہیں۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں جنکا روٹی کے لئے چلانا سُنا بھی نہیں جایا کرتا۔ پھر ایک جان صنف نازک میں سے ہے۔ جو عموماً ایسی تکالیف برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر ان سب ضروریات کو مہمان کی ضرورت پر قربان کر دیا۔ اور سب کے احساسات مہمان پر فدا کر دیئے۔ بچوں کو پیار محبت کی باتوں سے سُلا دیا۔ اور مہمان کو طعام حاضر پر بٹھا کر اہلیہ کو اشارۃً اطفیٔ السراج کہا۔ اس نیک بی بی نے بھی تیل ختم ہونے کا بہانہ کر کے دیا بُجھا دیا۔ بس اسی بات کا انتظار تھا۔ کھانا شروع کر دیا گیا۔ خالی منہ کھانا کھانے کی آواز نکالنی شروع کی۔ گویا کہ خود بھی ساتھ کھانا کھایا جا رہا ہے۔ اس طرح مہمان کو سیر کرا دیا۔ اور خود بھُوکے رہے۔

اللہ اللہ یہ مہمان نوازی کیسی بھائی کہ خالقِ دو جہان نے اظہارِ خوشنودی کے طور پر تبسم فرمایا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس صحابی کی تعریف کی۔

آخر میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ ایسے الفاظ کے استعمال سے میزبان کو مجتنب رہنا چاہیئے۔ جن سے یہ سمجھا جا سکے کہ مہمان کا ٹھیرنا میزبان کو پسند نہیں۔ مثلاً بعض شہری لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ کھانا بھی تیار ہے۔ اور گاڑی بھی۔ کھانے کے بعد گاڑی کا وقت اس لئے بتا دیا۔ کہ وہ گاڑی پر ہی چلا جائے۔ یہ آداب مہمان نوازی کے خلاف ہے۔

پس ایسی حرکات اور الفاظ کے استعمال سے مجتنب رہنا چاہیئے۔ جو مہمان کے لئے باعثِ آزار ہوں۔

(خاکسار صادقہ محلہ ناصر آباد قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر چیز مقررہ جگہ پر رکھنی چاہیئے

بعض عورتوں میں یہ بُری عادت ہوتی ہے کہ وہ چیزوں کے لئے جگہ مقرر نہیں کرتیں۔ بلکہ جب چیز کو استعمال کیا۔ تو بے پرواہی سے پھینک دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب اسی چیز کی پھر ضرورت پڑی تو لگے یاد کرنے کہ کہاں رکھی تھی۔ ادھر چاہے کام بگڑ جائے۔ مگر گھر کی جو منتظمہ ہے۔ وہ اس سوچ میں بیٹھی ہے۔ کہ کون اُٹھا کر لے گیا کبھی کہتی ہے۔ وہ بچہ بڑا شریر ہے۔ وہ اُٹھا کر لے گیا ہوگا جب اس سے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔ پھر لگی سارے گھر کی تلاشی لینے۔ مگر چیز ہے۔ کہ ملتی نہیں طبیعت میں جو زیادہ غصہ آیا۔ تو سارے گھر کو سر پر اُٹھا لیا۔ جب چیز نہ ملی۔ تو دُوسروں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ آئے دن گھروں میں یہ تماشا دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ وقت پر چیز نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس کی کوئی جگہ مقرر نہیں ہوتی۔ بعض بہنوں کی یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ جب کہیں باہر جاتی ہیں۔ تو کپڑے بدل کر جاتی ہیں۔ مگر جب واپس آتی ہیں۔ تو جراب کا جوڑا کہیں رکھ دیتی ہیں کپڑے کہیں رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ برقع کی ہوش نہیں ہوتی۔ کہ کہاں رکھنا ہے۔ غرض پھر کبھی سفر یا کسی جلسہ پر جانا پڑے۔ تو جلسہ کا وقت مثلاً ۹ بجے ہے۔ اور یہ ۹ بجے تیاری میں مشغول ہوتی ہیں۔ پہلے تو کنگھی نہیں ملتی۔ اگر خدا خدا کر کے کنگھی مل جائے۔ تو تیل کا مطالبہ شروع ہو جاتا ہے۔ روز تیل کی بوتلیں آتی ہیں۔ مگر جس وقت ہمیں ضرورت پڑے بوتل ہی خالی ہوتی ہے۔ غرض بازار سے تیل منگانا پڑتا ہے۔ جب آدھ گھنٹہ میں تیل آیا۔ تو کنگھی کی۔ جب ادھر سے فراغت پائی۔ تو لگی بُرقع تلاش کرنے۔ تلاش کرتے کرتے آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ پھر کوٹ تو مل گیا۔ مگر ازار کا پتہ ہی نہیں کبھی اپنی بہن کو خفا ہوتیں کہ تم باہر لے کر گئی تھیں۔ کبھی اپنی کسی اور عزیزہ کو۔ اور اس طرح خواہ مخواہ اپنی طبیعت بھی خراب کی اور دوسروں کو بھی افسردہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۹ بجے کی بجائے ۱۱ بجے جلسہ میں شریک ہوئیں۔ پس اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ چیزوں کے رکھنے میں بے احتیاطی نہ ہو۔ ایسی جگہ چیز رکھنی چاہیئے کہ جب کہیں جانا ہو۔ تو فوراً مل جائے۔ صابن، تولیہ اور برش یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جو ایک ہی جگہ پر ہونی چاہئیں۔ مگر عام طور پر ایسا ہوتا ہے۔ کہ تولیہ ہے تو وہ صحن میں پڑا ہے۔ صابن ہے تو اُس کا پتہ ہی نہیں۔ برش ہے تو وہ کسی بچہ کے ہاتھ آ گیا۔ ان باتوں کا مردوں کو بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ جب وہ باہر سے آئیں۔ تو اپنی چیزیں ایک ہی جگہ پر رکھیں نہ یہ کہ عورتوں سے پوچھا جائے۔ کہ میری ٹوپی کدھر ہے۔ میرا بوٹ کہاں ہے۔ آئے دن گھروں میں بھی ہوتا ہے۔ کہ وقت پر چیزیں نہیں ملتیں۔ اور

اس طرح بہت کچھ تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

پس ان باتوں کا ہر مرد و عورت کو خیال رکھنا چاہیئے۔ جس چیز کی ضرورت پڑی۔ اُٹھ کر لے آئے۔ اگر خود نہ گئے۔ تو کسی اور کو پتہ بتا دیا کہ فلاں جگہ پڑی ہوئی ہے۔ جا کر اُٹھا لاؤ۔

غور کرو۔ گھر میں مہمان آجائیں۔ اور آپ کو پانی پلانا ہو۔ سخت گرمی پڑ رہی ہو۔ پیاس سخت ہو۔ مگر صندوقچی کی چابی نہ ملے کہ پیسے نکالے جائیں تو کس قدر سُبکی اور خفت ہو سکتی ہے۔

بعض اوقات اس بے پرواہی کا نتیجہ بہت خطرناک نکلتا ہے۔ ایک دفعہ کسی نے صابن بنایا تو اسی طرح پڑا رہنے دیا۔ ایک بچہ کھیلتا کھیلتا وہاں چلا گیا۔ تو اُس نے مُنہ میں ڈال لیا جس سے اُس کے مُنہ میں آبلے پڑ گئے۔ کافی دیر تک چلاّتا رہا۔ مگر خدا نے فضل کیا۔ اور جلدی آرام آگیا۔

پس ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ہر چیز کے لئے ایک جگہ مقرر کر کے اس چیز کو ہمیشہ اسی جگہ رکھنا چاہیئے +

ممکن ہے بعض بہنیں میرا یہ مضمون پڑھکر کہیں۔ کہ یہ دردِ سر ہم سے نہیں ہوتا۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ دردِ سر نہیں بلکہ دردِ سر کا علاج ہے +

(ناصرہ طاہرہ قادیان)

تعلیم نسواں اور دینیات کلاسز

یہ امر نہایت قابل افسوس ہے۔ کہ عام طور پر لوگ تعلیم نسواں کیطرف خاص توجہ نہیں کرتے میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ لوگ اپنی لڑکیوں کو پڑھاتے نہیں۔ بلکہ میری اس سے یہ مراد ہے کہ لوگ اپنی لڑکیوں کو صحیح طریق پر تعلیم نہیں دلاتے۔ بلکہ ایسی تعلیم دلاتے ہیں۔ جو بعد ازاں نہایت خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ چنانچہ لڑکیوں کو چونکہ عام طور پر ملازمت نہیں کرنا ہوتی۔ اور ان کی تعلیم لڑکوں کے لحاظ سے سستی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے والدین انہیں کالج کی اعلیٰ تعلیم دلاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب لڑکی گریجویٹ ہو جاتی ہے۔ تو والدین اُس کی شادی کے لئے کسی ایم۔ اے کی تلاش کرتے ہیں۔ اور جو لڑکیاں ایم۔ اے ہو جاتی ہیں۔ ان کے والدین کسی انگلینڈ ریٹرنڈ لڑکے کی تلاش کرتے ہیں۔ اور جب انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوتی۔ تو مجبوراً اپنی لڑکیوں کو ایسے لڑکوں کے ساتھ بیاہ دیتے ہیں۔ جو کم تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اور اس طرح مرد و عورت کی طبائع میں بنیادی طور پر ایسا اختلاف مرکوز ہو جاتا ہے۔ جو ان کی اہلی زندگی کو بدمزہ بنا دیتا ہے۔

پھر لڑکیاں کالجوں میں تعلیم حاصل کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

31

چونکہ آزاد خیال ہو جاتی ہیں۔ اور مخلوط تعلیم کی وجہ سے لڑکوں کے ساتھ مل کر پڑھتی ہیں۔ اس لئے بعض اخلاقی عیوب بھی اُن میں پیدا ہو جاتے ہیں جو والدین کو سخت بدنام کرنے والے ہوتے ہیں۔

انہی اُمور کو مدّنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے قادیان میں نصرت گرلز ہائی سکول میں ایک دینیات کلاسز کی شاخ کھول رکھی ہے۔ جس کی غرض و غائت یہ ہے۔ کہ جو لوگ اپنی لڑکیوں کو اعلیٰ دینی تعلیم دلانا چاہیں۔ وہ انہیں اس شاخ میں داخل کر دیں۔ یہ تعلیم ان نقصانات سے مُبرّا ہے۔ جو عام طور پر دنیوی تعلیم کے نتیجہ میں رُونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس تعلیم سے لڑکیاں دینی علوم اور شرعی مسائل سے واقف ہو جاتی ہیں۔ اور ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام نے ہم پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد کی ہوئی ہیں۔ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ خاوند کے کیا حقوق ہیں۔ اس کے رشتہ داروں کے کیا حقوق ہیں۔ والدین کی فرمانبرداری کی کیا اہمیت ہے۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ کس قسم کا سلوک رکھنا چاہیئے +

غرض وہ تمام دینی مسائل سے واقف ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح نہ صرف خود ہر قسم کے گناہوں سے بچ جاتی ہیں۔ بلکہ اپنی اولاد کی بھی اعلےٰ تربیت کر سکتی ہیں۔

مَیں چونکہ اسی سکول کی فارغ التحصیل طالبہ ہوں۔ اس لئے مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر احمدی اور غیر احمدی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ اگر وہ چاہتی ہیں۔ کہ ان کی نیک نامی کی چادر ہمیشہ سفید رہے۔ اور اس پر کسی قسم کا سیاہ دھبہ نہ لگے۔ تو وہ ضرور اپنی لڑکیوں کو قادیان کی دینیات کلاس میں داخل کرانے کی کوشش کریں۔

اگر میرے بزرگ اور میری بہنیں اس بات کا تہیہ کر لیں۔ کہ اگر لڑکیوں کو ہم نے تعلیم دلانا ہے۔ تو قادیان میں ہی دلوائیں گے۔ اور یہ کہ کالجوں میں تعلیم دلوانا بالکل فضول ہے۔ تو مَیں پُورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہوں۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی یہ سکیم جو دینیات کلاسز کی شکل میں جماعت کے سامنے ہے۔ ایک انقلابِ عظیم پیدا کر دے گی۔ اور اس طرح جو قوم پیدا ہوگی۔ وہ دُنیا کو تہ و بالا کرنے والی ہوگی۔

(ممتاز اختر ہمشیرہ خورد کوکب اعوانی۔ قادیان)

حاکم بننے کا گر

ضرر پہنچانے کی طاقت رکھتے ہوئے اس سے اجتناب کرنا۔ دُوسروں کے جذبات میں ہیجان پیدا کر دینے کی اہلیت رکھنا۔ لیکن خود ہر ناجائز ترغیب اور جذبہ کیلئے اپنا دل پتھر کا بنا لینا۔ یہ وہ انعامات الٰہی ہیں جن سے انسان دوسروں کا حاکم اور رہبر بن سکتا ہے +

(سیدہ بُشریٰ رعنا بنت حافظ سید عزیز اللہ شاہ صاحب فارسٹ آفیسر بمبئی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمِ تاریخ کے فوائد

تاریخ کا مطالعہ قوم کی ترقی کے لئے بہت مفید ہے۔ یہ قوموں کے کارہائے نمایاں کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ کس طرح قوموں کا عروج اور زوال ہوتا ہے۔ اور کس قوم کی ترقی لگاتار ہوتی رہی ہے۔

زمانہ حال زمانہ ماضی کا ثمر ہوتا ہے اور مستقبل کا بنانا خود ہمارے اختیار میں ہوتا ہے۔ ماضی کے مطالعہ سے ہم حال کی پیچیدگیوں کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ماضی اور حال کا مطالعہ ہم کو کسی قوم کی خصوصیات، اس کا کیریکٹر اور اس کی خوبیاں اور نقائص بتاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ کن حالات میں وہ قوم عروج کو پہنچی۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ یونان اور رُوم کسی زمانہ میں بہت بڑی قومیں تھیں اور ہندوستان پرانے وقتوں میں بہت مہذب ملک تھا۔ پھر تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے۔ کہ انگریز جو کہ پچھلے زمانے میں بالکل جاہل اور غیر مہذب تھے۔ اب ترقی پاکر تمام دُنیا میں مشہور ہو گئے ہیں۔

پھر تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ مغلوں نے ہندوستان فتح کیا۔ اور ایک بڑی وسیع الاثر سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد انکی طاقت اور شوکت کو گھن لگنا شروع ہوا۔ اور وہ آہستہ آہستہ سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے۔ کہ جب کسی قوم کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تو بغاوت پھوٹ پڑتی ہے۔ اور انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ بتاتا ہے۔ کہ خود مختار شہنشاہیت گورنمنٹ کی اچھی قسم نہیں ہے۔ اور اس دَورِ حکومت میں قومیں آہستہ آہستہ تباہ ہو جاتی ہیں۔

انگلستان اور امریکہ نے جو موجودہ زمانے میں ترقی کی ہے۔ اور جن حالات میں سے وہ گزر رہے ہیں۔ وہ واقعات دُنیا کے لئے ایک سبق رکھتے ہیں۔ یورپ کا اصلاحی دَور۔ فرانسیسی انقلاب اور دُوسری اور لڑائیاں یا تحریکیں جن کا تاریخ میں ذکر آتا ہے۔ وہ ہم کو بہت کچھ سبق دیتی ہے۔

پس تاریخ ہی وہ علم ہے۔ جو تمام موجودہ اور ماضی کے حالات کا ذمہ وار ہے۔ اگر یہ علم دُنیا سے مفقود ہو جائے۔ تو ہم دُنیا میں کبھی بھی ترقی نہ کر سکیں۔

تاریخ ہی ہے۔ جو ہمارے قدم کو ترقی کے میدان کی طرف بڑھاتی ہے۔ جب ہم دُوسرے لوگوں کے کارہائے نمایاں دیکھتے اور اُن کے حالات پڑھتے ہیں۔ تو معاً ہمارے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اور جوش ہمارے اندر لہریں مارتا ہے۔ کہ کاش ہم بھی دُنیا میں کوئی ایسا کام کر جائیں جو ہمارے بعد صفحاتِ تاریخ کو

زینت دیتا رہے۔

دُور کیوں جائیں۔ اِسلام کے دَورِ اوّل ہی کو لے لو۔ آج اگر تاریخ نہ ہوتی۔ تو ہم صحابہؓ کے حالات اور واقعات اور ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ فدائیت۔ کس طرح معلوم کر سکتے تھے مگر اب جبکہ ہم ان کے حالات پڑھتے ہیں۔ ان کی ہمّت، شجاعت اور استقلال کے واقعات دیکھتے ہیں۔ تو ہمارے اندر بھی جوش پیدا ہوتا ہے۔ پس تاریخ قومی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے۔ (امۃ الرشید دینیات کلاس درجہ ثالثہ)

ماہر امراض نسواں مشہور دائی مائی بیگم

اگر کوئی بہن یا بیٹی کسی زنانہ مرض میں مبتلا ہو۔ یا کسی کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ اٹھرا کی شکایت ہو۔ یا کوئی اور پوشیدہ مرض ہو۔ اور علاج پر بہت سا روپیہ ضائع کر چکی ہوں تو وہ اپنے مفصّل حالات لکھ کر مجھ سے علاج کرائیں۔ حالات آنے پر اگر کوئی بات قابلِ دریافت ہوگی۔ تو معلوم کر لی جائے گی۔ اور دَوائی تجویز کر دی جائے گی۔ علاج بالکل باقاعدہ اور تسلّی بخش ہوگا۔ ہزاروں بہنیں پوشیدہ امراض سے نجات پا چکی ہیں۔ اور سینکڑوں کی گودیں سرسبز ہو چکی ہیں۔ خط و کتابت بالکل پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔ جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ مردوں کو خط و کتابت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مشہور دائی مائی بیگم جالندھر شہر پنجاب

اِسلام اَور غذائے انسانی

اسلام وہ پاکیزہ اور کامل مذہب ہے جس نے اپنے متبعین کی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی کامل رہنمائی کی ہے۔ اور ان کے لئے وہ ہدایات پیش کی ہیں۔ جو ہر لحاظ سے مفید ہیں۔ اگر ایک مذہب انسان کو رُوحانی ہدایات دیتا اور اخلاقی تعلیم سے بھی بہرہ ور کرتا ہے۔ لیکن وہ جسمانی زندگی کے معاملہ میں آکر بالکل خاموش ہو جاتا ہے۔ تو وہ مذہب ہرگز کامل کہلانے کا حقدار نہیں۔ کیونکہ انسانی جسم کا رُوح کے ساتھ اور انسانی روح کا جسم کے ساتھ نہایت گہرا تعلّق ہے۔ مشاہدہ سے ثابت ہے۔ کہ جب کبھی انسان کو جسمانی طور پر کوئی تکلیف پہنچتی یا خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تو رُوح پر بھی اس کا ضرور اثر پڑتا ہے۔ اور وہ بھی تکلیف اٹھانی اور خوشی سے حصّہ لینی ہے۔

اسی طرح جب انسانی رُوح کسی تکلیف میں مبتلا ہوتی یا سرور حاصل کرتی ہے۔ تو اس کا اثر بھی جسم پر پڑتا ہے۔ پس وہ مذہب کیسے مکمل ہو سکتا ہے۔ جو انسان کی رُوحانی زندگی میں تو اسکی رہنمائی کرے۔ مگر جسمانیت کے بارے میں اسے کسی قسم کی ہدایات نہ دے۔ اور یہ خصوصیت صرف اِسلام میں ہی پائی جاتی ہے۔ کہ جہاں اس نے انسان کی رُوحانی زندگی میں رہنمائی کی وہاں جسمانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ اس کیلئے بھی مفید ہدایات پیش کیں۔ اور اس خصوصیت میں دوسرے مذاہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت مبعوث ہوئے۔ اس وقت اہل عرب کی روحانی حالت ہی خراب نہ تھی۔ بلکہ جسمانی حالت بھی خطرہ میں گھری ہوئی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے نہ صرف ان کی رُوحانی حالت کی اصلاح کی۔ بلکہ حفظان صحت کے نہایت اعلیٰ اصُول اُن کے لئے مقرر کئے اور اس طرح ان کی جسمانی حالت کی بھی اصلاح کی اور ان کی رُوحانی حالت کی بھی درستگی کی۔

انسانی زندگی کے قیام کے لئے خوراک ایک اہم ترین چیز ہے۔ اسی سے گوشت پوست بنتا اور تمام اعضاء نشو و نما پاتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ خوراک کے متعلق پُوری پُوری احتیاط کی جائے۔ اور اس میں صفائی اور پاکیزگی کو مدّنظر رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہر قسم کی ناجائز روزی کو حرام قرار دیا۔ اور فرمایا۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ حلال رزق کھائے۔ اور ناجائز طریق سے کمایا ہُوا رزق استعمال نہ کرے تاکہ اس کی رُوح پر بُرا اثر نہ پڑے۔ اور وہ گناہوں میں ملوث نہ ہو جائے۔

اسی طرح غذا کے استعمال کرنے کے بارہ میں وہ اعلیٰ ہدایات دیں کہ جن کو آجکل جبکہ تمام علوم و فنون ترقی پر ہیں۔ بجا طور پر طبی تحقیقاتوں کی اساس قرار دیا جا سکتا ہے۔ انسان بیمار کیوں ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہ وہ بعض اوقات ایسی چیزیں استعمال کر لیتا ہے۔ جو اس کی طبیعت کے ناموافق ہوتی اور اسے نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس کے لئے اسلام نے كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ کی ہدایت دی۔ کہ لوگو بے شک تم خداتعالےٰ کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ۔ مگر وہی چیز استعمال کرو۔ جو شرعاً حلال ہو۔ نیز تمہاری طبیعت کے موافق بھی ہو۔ جو چیزیں دیکھنے میں پسند خاطر نہ ہوں یا جن کے استعمال سے مضر صحت نتائج پیدا ہوتے ہوں۔ انہیں ہرگز استعمال نہ کرو۔

دُوسری وجہ انسان کی بیماری کی یہ ہے۔ کہ کوئی چیز کس قدر مرغوب طبع اور موافق طبیعت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کے استعمال میں اعتدال کا پہلو مدّنظر نہیں رکھا جائے گا۔ تو وہ بجائے فائدہ کے ضرور نقصان پہنچائے گی۔ اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ پُرخوری ہزاروں بیماریوں کی جڑ ہے۔ بدہضمی۔ بدخوابی اور ہر وقت طبیعت کا سُست رہنا۔ کوئی کام کرنے کو جی نہ چاہنا۔ سب اسی کا نتیجہ ہیں۔ ڈاکٹروں اور اطباء نے صحت کے قیام کے لئے ایک اصل یہ قرار دیا ہے۔ کہ ہمیشہ کھانا کچھ بھوک رکھکر کھایا جائے۔ لیکن اسلام نے آج سے کئی سو سال پہلے اپنے پیروؤں کو یہ ہدایت دے رکھی ہے۔ کہ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ یعنی بیشک کھاؤ پیو۔ تمہیں خداتعالےٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے استعمال سے روکا نہیں جاتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن یہ یاد رکھو۔ کہ اس میں اسراف نہ ہو۔ اسقدر زیادہ استعمال نہ کرو۔ کہ انہیں کی طرف متوجہ ہوجاؤ یا صحت کو خراب کر لو۔ بلکہ اعتدال کو ملحوظ رکھو۔

احادیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اذا اقل الرجل الطعام ملأ جوفہ نورًا۔ یعنی جو شخص کھانا بھوک سے کم کھاتا ہے۔ اُس کا پیٹ نُور سے بھر جاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ کُلُوْا فِی اَنْصَافِ الْبطونِ۔ کہ آدھا پیٹ بھر کر کھایا کرو۔

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:۔ مَنْ قَلَّ طَعَامُہٗ صَحَّ بَطْنُہٗ وصفا قلبُہٗ وَمَنْ کَثُرَ طعامہٗ سَقِمَ جُسْمُہٗ وَقَسَتْ قَلْبُہٗ یعنی جو شخص کھانا کم کھاتا ہے۔ اس کا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کھانا زیادہ کھاتا ہے۔ اُس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا۔ کہ خُدا تعالیٰ نے انسان کو اس سے زیادہ زینت کی اور کوئی چیز نہیں دی۔ کہ وہ اپنے معدہ کو صاف اور تندرست رکھے۔

ان احادیث سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پُرخوری سے کسقدر منع فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا نمونہ بھی یہی ثابت کرتا ہے۔ کہ غذا نہایت سادہ اور کم کھانی چاہیئے چنانچہ آپ کے دسترخوان پر صرف ایک ہی سالن ہوتا۔ اور اکثر اوقات تو سَتّو یا صرف کھجور یا دُودھ کا ایک پیالہ آپ کی غذا ہوا کرتی تھی۔ اسی سُنّت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل تھا۔ آپ بھی بہت کم خور تھے۔ حتیّٰ کہ بعض اوقات تو لوگ آپ کی خوراک دیکھ کر بے اختیار کہہ اُٹھتے۔ کہ اتنی خوراک پر یہ شخص کیونکر زندہ رہ سکتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا بھی اسی پر عمل تھا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ اے مسلمانو کھانے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی اور بیماری پیدا کرتی ہے۔ نیز نمازوں سے روکتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لو۔ کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور فضول خرچی نہیں ہوتی۔ اور جو شخص اپنی نفسانی اُمنگوں کو مذہبی قواعد پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبھی تباہ و برباد نہیں ہوگا۔

حضرت ابن عمرؓ کا دستور تھا۔ کہ آپؓ اُس وقت تک کھانا نہ کھاتے جبتک کہ آپؓ کے پاس ایک مسکین نہ لایا جاتا۔ اور وہ آپؓ کے ساتھ کھانا نہ کھاتا۔ ایک دفعہ ایک مسکین آپؓ کے پاس لایا گیا۔ جو بہت کھانا کھا گیا۔ اسپر آپؓ نے فرمایا۔ میرے پاس اس شخص کو پھر نہ لانا۔ کیونکہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہُوئے سُنا ہے کہ مومن صرف ایک انتڑی میں کھانا کھاتا ہے۔ اور کافر ساتوں انتڑیاں بھر کر کھاتا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے۔ البِطْنَۃُ مذھب الفِطْنَۃِ۔ کہ پُرخوری سے انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھانا کھانے کے بعد کلی نہ کرنا بھی بیماری کی ایک وجہ ہے۔ اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تخللوا علیٰ اثر الطعام وَ تمضمضوا فانّہٗ مصلحۃٌ لِلنّابِ وَالنّواجذِ یعنی کھانا کھانے کے بعد خلال اور کلی کیا کرو۔ کیونکہ اس طرح دانت اور داڑھیں درست رہتی ہیں۔

آجکل کے ڈاکٹر اور اطباء بھی اس بات پر نہایت زور دیتے ہیں۔ کہ کھانے کے بعد کلی کیجائے اور ان کا بیان ہے۔ کہ اگر کلی وغیرہ کرکے غذاء کے ذرات کو خارج نہ کر دیا جائے۔ تو وہ سڑکر ایک ایسا خطرناک ایسڈ پیدا کر دیتے ہیں۔ جو خوراک کے ساتھ معدہ میں جاکر طرح طرح کے فساد اور بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ پائیوریا جیسے خطرناک مرض کے پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اور یہ تحقیق تو آجکل کی ہے۔ اسلام نے اپنے پیرؤوں کو پہلے ہی سے یہ ہدایت دے رکھی ہے۔

پس کیا ہی کامل وہ مذہب ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے ہر شعبہ میں صحیح راستہ پر چلاتا ہے۔ اور کیا ہی بلند شان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنہوں نے اُمّت کو وہ راہ دکھائی جو اُن کیلئے ہر صورت میں مفید اور ہلاکت سے بچانے والی ہے۔ سائنس کی تحقیق تو آج کہہ رہی ہے کہ زیادہ کھانا کھانا یا ایسے کھانے کھالینا جو بالکل بے جوڑ ہوں یا جن سے پورے طاقت بخش اجزاء حاصل نہ ہوتے ہوں۔ اپنی صحت کو خراب کرنا ہے۔ مگر ہمارے پیارے آقا سرورِ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے تیرہ سَو سال پہلے ہمیں اس خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور فرما دیا تھا۔ کہ اِنَّ کثرۃ الاکل شومٌ کہ زیادہ کھانا بدبختی اور نحوست ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

(سلیمہ بیگم سابقہ طالبہ درجہ ثالثہ)

بیٹی کو نصیحت

میری پیاری بیٹی! اگر علم ادب کی زیادتی اور عقل کے کمال کیوجہ سے کسی کو نصیحت کرنا نامناسب ہوتا تو تُو چونکہ ماشاءاللہ عاقلہ اور فہیمہ ہے۔ مَیں بھی تجھ کو نصیحت نہ کرتی۔ لیکن جن کو نصیحت کی جاتی ہے۔ وہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ غافل یا عاقل۔ اگر وہ عاقل ہوں تو نصیحت آئندہ نتائج کو یاد دلاتی ہے۔ اور اگر وہ غافل ہوں تو نصیحت اُن کے لئے ایک خیر خواہ اور معین کا کام دیتی ہے۔ بیٹی! اگر والدین کی دولت کیوجہ سے یا اس وجہ سے کہ ان کو اپنی بیٹی سے زیادہ الفت ہوتی ہے لڑکیاں خاوندوں سے مستغنی ہوتیں۔ اور اپنے ماں باپ کے ہاں رکھی جا سکتیں تو تُو سب سے زیادہ اس بات کی حقدار تھی۔ اسلئے کہ تیرے ماں باپ بڑے دولتمند بھی ہیں اور تجھ سے محبت بھی زیادہ کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورتیں مردوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور مرد عورتوں کے لئے۔

بیٹی! جس گھر میں تُو نے پرورش پائی تھی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس گہوارہ میں تُو نے آجتک آرام پایا تھا۔ تُو اسکو چھوڑ کر ایسے کنبہ میں جا رہی ہے۔ جس کو تُو پہچانتی نہیں۔ اور اب تجھ کو ایک ایسے ہمنشین کے ساتھ زندگی گذارنی ہے۔ جس سے تو اسوقت تک مانوس نہیں۔ اور نہ تُو نے اُس کی صُورت دیکھی ہے۔ بیٹی! وہ تیرا مالک و محافظ ہوگا۔ اس لئے تجھ کو لازم ہے کہ تُو اس کی لونڈی بنجائے تاکہ وہ تیرا غلام اور مطیع ہو جائے۔ بیٹی! یہ میری باتیں یاد رکھنا۔ وہ تیرے لئے بہترین جہیز ہونگی خاوند کے ساتھ قناعت سے بسر کرنا۔ خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے رہنا۔ یہ خیال رکھنا کہ اس کی نظریں کہاں کہاں پڑتی ہیں۔ تاکہ وہ تیری کوئی بات بُری نہ دیکھ سکے۔ اسکا خیال رکھنا کہ خاوند کھانا کس وقت کھاتا ہے اور کس وقت سوتا ہے۔ اُس وقت گھر میں شور نہ ہونے دینا۔ اس لئے کہ بھوک کی حرارت آدمی کو خواہ مخواہ بھڑکا دیتی ہے۔ اور نیند کا خراب ہو جانا ناراضگی کا موجب ہو جاتا ہے۔ خاوند کے گھر اور مال کو محفوظ رکھنا۔ خاوند کی جان اس کے خدام اور اس کے لواحق و توابع کا پُورا پُورا خیال رکھنا۔ اس واسطے کہ مال کی حفاظت سے خاوند راضی رہیگا۔ اور اس کے خدام وغیرہ کی مراعات سے وہ دخل اندازی کر کے خاوند کے دل کو تجھ سے پھیر نہ سکیں گے۔ خاوند کے کسی بھید کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اس واسطے کہ اگر تُو نے اس کے کسی بھید کو ظاہر کر دیا۔ تو یاد رکھ کہ وہ بھی تیرے ساتھ یقیناً بیوفائی سے پیش آئے گا۔ خاوند کی کبھی نافرمانی نہ کرنا۔ اگر تُو نے اُس کی نافرمانی کی تو یقیناً تُو نے اُس کے دل کو اپنی طرف سے پھیر دیا۔ یہ بھی خیال رکھنا۔ کہ اگر وہ کسی وقت تیرے پاس غمگین بیٹھا ہو۔ تو تُو اس وقت خنداں و شاداں نہ رہنا۔ تاکہ وہ یہ خیال نہ کرے۔ کہ اس کو میرے حزن والم کی کچھ پرواہ نہیں۔ اور اگر وہ کسی وقت خوش ہو کر تیرے پاس آئے۔ تو تُو اس کے پاس غمگین ہو کر نہ بیٹھنا۔ تاکہ اس کو اپنی خوشی خاک میں مل جانے سے رنج نہ ہو۔

بیٹی! سب سے زیادہ اپنے خاوند کی اطاعت اور مراعات کرنا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ سب سے زیادہ تیرا خیال رکھے گا۔ اور جس قدر تُو اُس کی موافقت کرتی رہے گی۔ اسی قدر تُو اس کے ساتھ خوشی سے زندگی بسر کر سکے گی۔ اور خوب اچھی طرح سمجھ لے۔ کہ تُو آج کے بعد اپنی خواہشات کو اُس وقت تک ہرگز حاصل نہیں کر سکتی جبتک تُو اپنی رضا پر خاوند کی رضا کو ترجیح نہ دینے لگے اور اس کی خواہشوں کو اپنی خواہشوں پر مقدم نہ کرنے لگے۔

لو بیٹی! جو کچھ مجھ کو کہنا تھا وہ مَیں کہہ چکی۔ جا اللہ تجھ کو خیریت کے ساتھ رکھے۔ (ماخوذ)

(مرسلہ نصیرہ نزہت دینیات کلاس درجہ ثانیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنّت کی حُور

مندرجہ ذیل مضمون میری مرحومہ بہن عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ کے مختصر حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔ جو محترمہ اقبال خانم صاحبہ نے قلعہ صوبا سنگھ سے ارسال کیا ہے:- (ایڈیٹر)

اس دنیائے فانی میں کسی چیز کو قرار نہیں تغیر و تبدل کا سلسلہ برابر جاری ہے، جو کل تھا وہ آج نہیں۔ اور جو آج ہے وہ کل نہ ہوگا۔ فنا کا کوڑا جسپر پڑتا ہے۔ اس کا حلیہ بدل دیتا ہے۔ ہر جاندار جو کتم عدم سے وجود میں آتا ہے۔ پھر پردۂ نیستی میں غائب ہو جاتا ہے۔ معمور اور پُررونق آبادیاں ویران اور اُجڑی ہوئی بستیاں آباد ہو رہی ہیں۔ لہلہاتے ہوئے سبزہ زار صحراؤں میں اور صحرا چمنستانوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ کل جس زمین پر موجیں کلیلیں کرتی ہوئی بہتی جا رہی تھیں۔ آج موجِ سراب کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ کل جس دروازے پر خوشی و مسرت کے شادیانے بج رہے تھے۔ آج وہاں نالۂ فریاد کی دل سوز صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ نرم مخملی گدیلوں پر آرام سے سونیوالے نازک وجود آج قبر کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں لیٹے ہوئے ہیں۔ غرض نہ کسی شے کو بقا ہے۔ نہ کسی حالت کو قرار۔ جو دن آتا ہے نئے انقلاب ساتھ لاتا ہے۔ سچ ہے۔ ع بقا کا نام نہیں اس جہانِ فانی میں

انسان کی حالت پر غور کرو۔ ایک بچہ ہے۔ دنیا و مافیہا سے بیخبر۔ آرام و راحت کا بادشاہ۔ مسرت و انبساط کا پیکر۔ صرف کھانے پینے سے آشنا۔ یا رونے ہنسنے کا دلدادہ۔ لیکن کیا اس کی یہ حالت ہمیشہ قائم رہیگی۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ آہستہ آہستہ اسمیں کیف شباب پیدا ہوگا۔ قدرت پُرانی کینچلی اُتار پھینکے گی۔ یعنی طفولیت کا جامہ اُتار کر جوانی کی قباء اسے پہنا دے گی۔ اعضاء میں رعنائی پیدا ہو جائیگی شکل وصورت سے جوبن بر سے گا۔ بحرِ خیالات میں تلاطم برپا ہوگا۔ اور جذبات میں نیا جوش نئے ولولے اور نئی امنگیں ہونگی۔ الغرض اطوار کردار اور رفتار سبھی کچھ بدل جائے گا۔ آفتابِ شباب کی شعاعیں اس کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیں گی۔ اور دل میں یہ خیال پیدا ہوگا۔ کہ اس بہارِ زندگی پر خزاں نہیں۔ اور یہ ایک لازوال اور غیر متغیر دولت ہے سچ مچ انسان سمجھ لیتا ہے کہ ابدالآباد تک یہی مسرت افزا کیفیت قائم رہے گی۔ اور اس صبحِ زندگی پر شام نہ آئے گی۔ جوانی دیوانی ہے خوشی و مسرت کے نشہ میں چُور۔ شباب کی کیف آور شراب میں مخمور نتائج سے بے خبر اور خوف و مصائب سے بے پرواہ ہوتا ہے کہ فنا کا دور آتا ہے اور آن کی آن میں اس کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ اب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ خیالات کی یہ دُنیا جسے وہ صرف مُسرّتوں کا بحرِ ذخار سمجھتا تھا۔ موجِ سراب نکلی۔ آہ کیا بھیانک اور ناگوار نظارہ آنکھوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سامنے آیا۔ خوبصورت جسم پر جُھریاں پڑ گئیں۔ عارض گلفام پر سیاہی نمودار ہونے لگی۔ گویا چاند کو گرہن لگنا شروع ہوگیا۔ رفتار میں وہ رعنائی اور آواز میں وہ دلکشی نہ رہی۔ دلفریب، روشن اور چمکیلی گالیں پچکنے لگیں۔ نظر جواب دے گئی۔ دانت ساتھ چھوڑ بیٹھے۔ چہرہ پر پژمردگی اور خیالات میں افسردگی آگئی۔ جذبات پر اوس پڑ گئی۔ غرض قدرت کے ڈاکٹر نے ایسا اپریشن کیا۔ کہ وہ ایک نیا انسان بن گیا۔ جس کو آخر فنا کے اسپ تیز گام نے دنیائے عدم کے ساحل پر لا کھڑا کیا۔ جس کا دُوسرا نام منزلِ موت ہے۔ اب فنا کا گھوڑا ایک ہی جست میں اس بیکس انسان کو ایک دُوسری دنیا میں پہنچا دیتا اور ہمیشہ کے لئے ایک چلتا پھرتا انسان دنیا کے پردے سے غائب ہو جاتا ہے ؎

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

نہ معلوم موت کے بعد انسان کس قدر منزلیں طے کرتا اور کن کن تبدیلیوں میں سے گذرتا ہے۔ مگر اس دُنیا میں تو سب کچھ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر چیز لمحہ بہ لمحہ بدلتی جا رہی ہے۔ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن۔ خوشی کے بعد غم اور راحت کے بعد تکلیف۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ ؎

دُنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جب انسان اس دُنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اسکے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ سوائے تین قسم کے کاموں کے۔ ایک صدقہ جاریہ۔ دُوسرے اس کا علم۔ تیسرے نیک اولاد جو مرنے والے کے حق میں دُعا کرتی رہتی ہو۔ مَیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی ایک عزیز سہیلی کی یاد میں چند سطور سپرد قلم کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے نہایت ہی عجز اور انکسار کے ساتھ دُعا کرتی ہوں کہ وہ مرحومہ کے مدارج کو بلند فرمائے اور اسے اعلیٰ علیّین میں اپنے قُرب کی لازوال دولت سے متمتع فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں تمام احمدی بہنوں سے التجا کرتی ہوں کہ وہ بھی از راہِ کرم میری اس دُعا میں شریک ہوں۔ اور مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ مدارج کے لئے دُعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

میری عزیز سہیلی رضیہ بیگم کی وفات کو گو ایک برس گذرنے کو آیا ہے۔ لیکن اُس کی یاد تا مرگ مجھ عاجزہ کو تڑپاتی رہیگی۔ مرحومہ نہایت مخلص احمدی لڑکی تھی۔ خاندانِ نبوّت سے اُس کو بیحد عقیدت تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے اس کو سچّا عشق تھا۔ دینی کاموں میں بڑے شوق سے حصّہ لیتی۔ نہایت سلیقہ شعار۔ صابرہ۔ شاکرہ۔ سلیم الطبع۔ با اخلاق۔ ملنسار۔ دیندار اور اپنے والدین کی اطاعت گذار تھی۔ خلقِ خدا سے بیحد ہمدردی رکھتی اور وہ اپنی زندگی کا بڑا مقصد یہی سمجھتی کہ دُوسروں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آرام پہنچایا جائے۔
ایک دفعہ ہم تمام موسم گرما میں قادیان گئے۔ یہ عاجزہ بیمار تھی۔ مرحومہ میرے پاس آتی اور میری بڑی دلجوئی کیا کرتی۔ ان دنوں احرار کا قادیان میں بڑا شور برپا تھا۔ اور عام طور پر عورتوں کو چلنے پھرنے کی ویسی آزادی نہیں تھی جیسی کہ عام حالات میں ہوتی ہے۔ مگر مرحومہ تکلیف اٹھاکر بھی مجھے ملنے کے لئے آجاتی جب میری تکلیف زیادہ ہو جاتی۔ تو مرحومہ بڑی ہمدردی کا اظہار کرتی۔ اور بار بار کہتی کہ خدا تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ اور جلدی تندرست کرے۔
ایک دفعہ ہم سب ملکر بیٹھی ہوئی تھیں۔ کہ میں نے قادیان کی بعض عورتوں کے متعلق کہا کہ وہ فیشن کی دلدادہ ہیں۔ اس پر مرحومہ نے تبسم کرتے ہوئے کہا۔ اقبال اس طرح مت کہو۔ یہ اعتراض ہم پر ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ آخر وہ ہماری ہی بہنیں ہیں۔ اللہ اللہ کس قدر قومی غیرت کا جذبہ مرحومہ میں پایا جاتا تھا۔ اس عاجزہ کو وہ کہا کرتی۔ کہ تم ورزش ضرور کیا کرو۔ تاکہ تمہاری صحت جلدی ٹھیک ہو جائے۔ اس عاجزہ نے ایک دفعہ کہا۔ رضیہ تم میرے لئے دُعا بھی کیا کرتی ہو یا نہیں۔ مرحومہ نے نہایت افسردگی سے کہا افسوس۔ اقبال کیا تمہیں مجھ سے یہی توقع ہے کہ میں تمہارے لئے دعا نہیں کرتی۔ میں تو ہر وقت دُعا کرتی رہتی ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں جلدی صحت عطا فرمائے۔
ایک دن مرحومہ میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ کہنے لگی۔ آگے ہم دو بہنیں تھیں اب خدا کے فضل سے تین ہو گئی ہیں۔ اس عاجزہ نے کہا۔ رضیہ کیا تم واقعہ میں مجھے بہن سمجھتی ہو۔ اس پر مرحومہ خوب ہنسی اور کہنے لگی۔ اقبال تمہیں مجھ پر بدظنی ہی رہی یقین جانو کہ میں تم کو اپنی حقیقی بہن کی طرح تصوّر کرتی ہوں۔ اس عاجزہ کی صحت چونکہ زیادہ خراب ہو گئی۔ اسلئے مجھے قادیان سے جلدی واپس لوٹنا پڑا۔ بعد میں مرحومہ نے اس عاجزہ کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر تھا کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ ہم سب آپ کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔ وہ رب العالمین جلدی تمہیں صحت دے دیگا۔ یہ خط عاجزہ کیلئے نہایت تسکین کا موجب ہوا۔ پھر اس عاجزہ کو قدرے صحت ہوئی۔ تو عاجزہ نے تحریر کیا کہ اب بفضل ایزدی صحت ہو گئی ہے۔ اس پر مرحومہ نے جواب میں تحریر کیا۔ بہن اقبال جب میں نے یہ تمہارے لکھے ہوئے الفاظ پڑھے کہ اب صحت ہو گئی ہے۔ تو خوشی سے میرا ایک سیر خون بڑھ گیا۔ جب یہ عاجزہ سالانہ جلسہ پر گئی۔ تو اس عاجزہ کی اچھی خاصی صحت تھی۔ مرحومہ مجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی۔ جب بھی سالانہ جلسہ پر قادیان جاتے۔ بڑی محبت سے پیش آتی۔ اور عاجزہ کو جب رخصت کرتی۔ تو نہایت افسردگی کا اظہار کرتی۔
جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء پر جب یہ عاجزہ قادیان گئی۔ تو مرحومہ بڑی کمزور تھی۔ جب عاجزہ کو دیکھا تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فوراً چارپائی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس عاجزہ نے کہا کہ لیٹی رہیں۔ آپ بڑی کمزور ہیں۔ تو مرحومہ ہنسی اور کہنے لگی۔ کیا میں اپنی بہن کے لئے اتنی کمزوری دکھاؤں؟ دورانِ گفتگو میں عاجزہ نے کہا خدا تعالیٰ تمہیں صحت دے۔ تو مرحومہ نے کہا۔ اچھا تو جب میں تندرست ہو جاؤں گی۔ تو آپ کو خط لکھوں گی۔ تم گرمیاں یہاں آکر گذارنا۔ واپسی پر دیر تک یہ عاجزہ مرحومہ کے پاس بیٹھی رہی۔ ہم دونوں میں دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ مرحومہ میری والدہ صاحبہ کو بار بار کہتی۔ کہ خالہ جی دُعا کرنا خدا تعالیٰ مجھے صحت دے تاکہ جب آپ مجلس مشاورت پر آئیں تو میں اپنے ہاتھ سے آپ کو چائے پلاؤں عاجزہ کو بچپن سے دُعاؤں پر بڑا اعتقاد ہے۔ اور یہی خیالات رضیہ کے تھے اور وہ دُعاؤں پر بڑا وثوق رکھتی تھی۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب محبت ترقی کر جائے۔ تو دُوسرے کا احترام جاتا رہتا ہے لیکن مرحومہ میں یہ بات قطعاً نہیں پائی جاتی تھی۔ اور وہ ہمیشہ دُوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھتی۔ جب مرحومہ کی مرض زیادہ تشویشناک صورت اختیار کر گئی۔ تو اس عاجزہ کو مرحومہ نے ایک خط لکھا۔ جس میں یہ شعر درج تھا۔ ؎

یہاں تم آ نہیں سکتے وہاں ہم جا نہیں سکتے
ہمارے درد کا اب کوئی درماں ہو نہیں سکتا

میں نے اس پر کثرت سے دُعا کرنی شروع کر دی۔ جب بہت دُعا کی۔ تو عاجزہ نے بحالت خواب دیکھا کہ رضیہ بیگم فاخرہ لباس پہنے اس عاجزہ کے پاس کھڑی ہے۔ اور نہایت ہشاش بشاش ہے۔ اور کہتی ہے۔ اقبال اب میں جاتی ہوں۔ شب کے بارہ بجے کا وقت ہوگا۔ اس عاجزہ کی آنکھ کھلی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجھے یہ حدیث یاد آگئی۔ کہ دُنیا میں تُو ایسا ہو جا گویا کہ تو مسافر ہے۔

تین دن کے بعد عاجزہ نے نیم بیداری کی حالت میں دیکھا۔ کہ ایک چٹیل میدان ہے وہاں ایک چارپائی بچھی ہُوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی کی نعش ہے۔ لوگوں کا ہجوم جمع ہو رہا ہے۔ یہ عاجزہ ناصرہ کے پاس گئی۔ تو ناصرہ سخت بیقراری کی حالت میں تھی۔ آہ عاجزہ کا دل یہ خواب دیکھکر ٹوٹ گیا۔ ابھی یہ رنج والم چکر ہی کھا رہا تھا۔ کہ میرے والد بزرگوار تشریف لائے۔ اُن کے ہاتھ میں الفضل کا تازہ پرچہ تھا۔ جس میں مرحومہ کی وفات کی خبر درج تھی۔ آہ میرے منحوس کانوں نے یہ کیا سُنا۔ پیاری رضیہ تم کہاں چلی گئی۔ کیا تم ہمیشہ کیلئے ہمیں داغِ مفارقت دے گئی ہو کیا تمہاری دلرُبا صورت اب ہمیشہ کے لئے غائب ہو گئی؟ افسوس ہزار افسوس۔ ؎

سب جہاں یعقوبؑ سا آنکھوں میں پنہاں ہو گیا
اپنے یوسفؑ کی کہاں سے میں خبر پیدا کروں

پیاری رضیہؓ! خدا تعالیٰ تمہاری تُربت پر اپنی رحمت کے پھول برسائے اور تمہارے عزیزوں و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (عاجزہ اقبال تاج قلعہ صوبا سنگھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسانہ

نعیمہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۵)

صبح سویرے خالدہ سنگار میں مصروف تھی۔ نعیمہ اسکے کمرے میں گئی۔ چپ چاپ جاکر کھڑی ہوگئی۔ مگر خالدہ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آخر اس نے خود ہی مہر سکوت کو توڑ کر کہا۔ بڑی آپا۔

خالدہ۔ کیا ہے۔

نعیمہ۔ نسیم رات سے بیمار ہے۔ بخار بہت سخت ہے۔ کسی سے کہکر ڈاکٹر تو بلوا دو۔

خالدہ (حقارت آمیز لہجہ میں) کیا میں کسی کی نوکر ہوں (غصہ سے) غضب خدا کا تمام دنیا نے مجھے ہی نوکر سمجھ رکھا ہے۔ اپنی تو مصیبتیں برداشت کرنی ہی پڑتی ہیں۔ دوسروں کی بھی میرے ہی لئے رکھی جاتی ہیں۔ جاؤ جاکر حامد سے کہو۔ اس سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔

نعیمہ چپ چاپ واپس چلی آئی۔ اور حامد سے کہا "ذرا دوائی لا دیجئے نسیم بیمار ہے"۔ "میرے پاس وقت نہیں۔ اور ڈاکٹر کو بلوا دوں؟ میں۔ ڈاکٹر کو بلاکر لایا تو لوگ کہیں گے کہ بیوی کے بھائی سے محبت رکھتا ہے۔ نہیں نہیں مجھ سے یہ نہیں ہو سکیگا میرا یہ کام نہیں۔ کسی اور کو کہو یا بھابی سے جاکر کہو"۔ یہ کہتے کہتے حامد چھڑی ہاتھ میں لئے باہر چلا گیا۔

نعیمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے خیال کیا۔ کہ اگر خاوند جس کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ وہی میری بات کو نہیں سنتا۔ تو میں دوسرے کا کیوں گلہ کروں۔ وہ اپنے کمرہ میں آکر نسیم کے سرہانے بیٹھ کر اس کا سر دباتی رہی اور روتی رہی۔

عصمت آئی "نعیمہ اٹھو غسل کر کے لباس تبدیل کرو" عصمت نے کہا "آپا میں تو نہالونگی لباس بھی تبدیل کرلونگی۔ لیکن نسیم بیچارہ تڑپ رہا ہے۔ اس کا مجھے فکر ہو رہا ہے۔ اب کیا کرونگی۔ گھر سے جواب مل چکا ہے"۔ نعیمہ نے ایک آہ بھر کر کہا۔

عصمت۔ نعیمہ فکر مت کرو۔ تم اٹھو۔ میں ابھی ڈاکٹر شفیع الدین کو بلوائے دیتی ہوں۔

نعیمہ۔ آپا تم میری کتنی ہمدرد ہو۔ اگر تم نہ ہوتی تو میں شاید ایک پل بھی نہ ٹھہر سکتی۔ تمہارا وجود میرے لئے فرشتۂ رحمت سے کم نہیں۔ یقین جانو میں تمہارے سہارے ہی اس گھر میں ہوں۔

عصمت۔ میں سب کچھ سمجھتی ہوں۔ میں بھی کس گنتی میں ہوں۔ اس کی (خالدہ کی) تو طبیعت ہی ایسی ہے۔ تم ذرا پروا نہ کیا کرو۔ میں بھی زیادہ دیر نہیں رہوں گی۔

نعیمہ۔ (جلدی سے) کیوں آپا؟۔

عصمت۔ ابا جان نے خط بھیجا ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ کے لئے آ جاؤ۔

نعیمہ۔ ابھی تو تمہیں تھوڑا ہی عرصہ آئے ہوئے گذرا ہے (درد بھرے لہجہ میں) اگر تم نہ جاؤ تو بہتر ہو۔

عصمت۔ زیادہ دیر نہیں لگاؤں گی صرف ایک ماہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زہ کر آجاؤں گی۔ اَب تو نسیم بھی پاس ہے ذرا دل
بہلا رہے گا۔

نعیمہ۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اب ہو گا کیا؟
ابھی سے یہ حال ہے۔ آگے تو خُدا ہی رحم کرے۔

نعیمہ یہ بات کر رہی تھی۔ اور باہر خالدہ سب کچھ سُن
رہی تھی۔ اُس نے کڑک کر کہا۔" باقی باتیں پھر کر لینا۔
پہلے یہ تو بتلاؤ۔ کہ ڈاکٹر کے بُلانے کی فیس کون دیگا۔
ہو تو تم نواب کی بیٹی۔ فیس کا فیصلہ کرو" دونوں کے
لبوں پر مہر خاموشی لگ گئی۔ کسی میں بولنے کی ہمت نہ تھی
خالدہ نے اسی انداز سے کہا۔ تمہیں تو کھانے سے
غرض ہے۔ اتنا معلوم نہیں کہ گھر کا خرچ اینٹ پتھروں
سے تو نہیں چلتا۔ ہوا کھا کر تو نہیں جیتے۔ جو روپے
پیسے خرچ نہ ہوں۔ عصمت جانے کا مشورہ تو تم کر رہی
ہو۔ ذرا یہ بھی باسط کے گوش گذار کر دینا۔ کہ اگر اِدھر
اُدھر پھینکنے سے چار پیسے بچ رہا کریں۔ تو گھر میں
دیدیا کرے۔ اسے بھی معلوم نہیں کہ ساری دنیا
کے کھانے والے یہیں آن مرتے ہیں۔ معلوم ہوتا
ہے باسط کی آمدنی بہت بڑھ گئی ہے جو بے دریغ
روپیہ کیڑے مکوڑوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ تم بھی
کان کھول کر سُن لو۔ جانے سے پہلے اسے
یہ بات ذرا سمجھا دینا۔ کیونکہ جدید دستور کیمطابق
لڑکے بڑوں کو پس پشت ڈال کر بیوی سے ہر بات
کا مشورہ ضرور کر لیتے ہیں۔"

خوش قسمتی سے باسط نزدیک کے کمرے
میں بیٹھا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ اسے یہ
الفاظ سخت ناگوار گذرے۔ جب وہ چُپ کر گئی تو باہر
آکر کہنے لگا۔" بھابی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ جو کہنا ہو
مجھ سے کہو۔ جس چیز کا مطالبہ کرنا ہو مجھ سے کرو۔
ان سب باتوں کا جواب ان سے نہیں مل سکتا
مجھ سے ملے گا"

خالدہ نے شرمندگی کے لہجہ میں کہا" میں نے تو
تمہیں کچھ کہا ہی نہیں۔ اور نہ میں نے تم سے بات
کی ہے"

باسط۔ تو یہ بادل کی طرح کڑکنا کیا معنے رکھتا
ہے۔ سوال تو اس وقت یہ ہے۔ کہ فیس کہاں سے
ادا ہو گی۔ تو فیس مَیں نے اپنی گرہ سے دینی ہے۔
آپ کو اس سے کیا واسطہ۔ معصوم بچہ بیمار پڑا ہے
اسے کیا مَر جانے دیں۔ اگر آپ کے بس میں ہوتا۔ تو
آپ زہر دینے میں بھی فرق نہ کریں۔ ابا جان کے
خزانہ میں سے اگر آپ سے ایک پیسہ بھی مانگا جائے
تو دنیا کو بلا ٹکٹ تماشا دکھانے کا مطلب ہے۔
دنیا میں ہزاروں قسم کی عورتیں ہیں۔ مگر آپ جیسی
شائد دنیا کے پردہ میں نہ ملے۔

خالدہ۔ (آہستگی سے) اچھا تمہاری مرضی۔
تم اپنے روپے کو جس طرح چاہو لٹاؤ۔ مگر کیا تم ہمیشہ
میرے ساتھ اسی طرح پیش آیا کرو گے۔

باسط۔ میری تو عادت ہی نہیں۔

خالدہ۔ اگر ہوتی تو ہمارا گھر میں ٹھکانا ہی نہ
ہوتا۔ ہمیں گھر سے نکال کر ہی سانس لیتے۔

باسط۔ یہ سب آپ کے مزاج مبارک کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبیاں ہیں۔ ورنہ مجھے تو بلند آواز سے بولتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ کہکر باسط باہر سدھارا مگر خالدہ کے دل میں ایک آگ سی لگی رہی ؂

(۶)

عصمت چلی گئی۔ نعیمہ اکیلی رہ گئی۔ خالدہ اسے سارا دن جھڑکیاں دیتی۔ وہ کوشش کرتی۔ کہ جیٹھانی مجھ سے خوش رہے۔ اسے کوئی کام نہ کرنے دیتی۔ اُس کی ناراضگی کو کم کرنے کی ہر ممکن سعی عمل میں لاتی۔ مگر خالدہ کچھ اس قسم کی مٹی سے بنی ہوئی تھی۔ کہ ناراضگی کی وجہ ضرور پیدا کر لیتی۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا۔ جب تک جھڑکیاں نہیں دے لیتی۔ کھانا نہیں کھاتی۔ اس وقت نعیمہ کی جو حالت ہوتی اسے دیکھکر سنگدل بھی کانپ اُٹھتا۔ جب دیکھو غریب کام میں لگی ہوئی ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ اس کا خوبصورت چہرہ ہر وقت اُداس۔ ڈر کے مارے کبھی ہنستی نہیں۔ لیکن خالدہ کا دل کبھی نہیں پسیجتا۔ بیچاری کام کرتی جاتی اور ساتھ ہی دُعا۔ اے خدا تُو مجھے صبر کی طاقت دے۔ تُو ہی میری مشکلات کو دُور کر۔ مولا تُو میرا ہے۔ تیرے سوا میرا اب اس گھر میں گھر کیا دنیا میں کوئی نہیں۔ تُو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول۔ اے ارحم الرحمین تیری طرف میری نگاہیں لگی ہوئی ہیں۔ تُو ہی رحم کرنے والا ہے۔ اسی طرح سارا دن خدا کے آگے زاری کرتی رہتی اور کام میں لگی رہتی۔ ادھر بیچارہ نسیم سارا دن خالدہ کے بچوں کو باہر کھلاتا رہتا۔ صبح شام سیر کروانے لیجاتا خالدہ اُس سے بھی ہر وقت کام لیتی رہتی۔ جھوٹے برتن تک صاف کرواتی۔ غریب معصوم بچے سے غلاموں کی طرح کام لیتی۔ اور باوجود اس قدر کام کرنے کے کوئی دن خالی نہ جاتا جس دن اُسے دو تین سوٹیاں نہ لگتیں۔ غریب سوٹیاں کھا کر بلبلاتا ہوا اپنی بہن کے پاس دوڑ جاتا۔ نعیمہ کر کیا سکتی تھی۔ خدا سے رحم کی طالب ہوتی۔

ایک دن خالدہ نے ایک سیر مٹھائی نسیم سے منگوائی۔ نسیم نے لا کر دی۔ نسیم چھوٹا سا چھ برس کا بچہ اُس نے راستے میں تھوڑی سی کھالی۔ خالدہ نے مٹھائی دیکھی۔ اُسے کچھ شبہ ہوا۔ اُس نے نوکر کو بھیجکر دریافت کیا کہ کس قدر مٹھائی لایا ہے۔ نوکر نے بتلایا کہ پوری ایک سیر لایا ہے۔ خالدہ کو جب یقین ہو گیا۔ کہ اس نے مٹھائی کھائی ہے۔ تو اس کے غصہ کا ٹھکانا نہ رہا۔ چھڑی لیکر اُسے خوب پیٹا۔ نسیم پہلے نعیمہ کے پاس بھاگ جایا کرتا تھا۔ لیکن آج اُس نے ایک ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا۔ نعیمہ اندر رو رہی تھی۔ ہزاروں صلواتیں اُسے سنائیں سینکڑوں گالیاں اس کے ماں باپ کو دیں پھر اُسے آواز دے کر کہا۔ نعیمہ سنتی ہو۔ نیک والدین کا بیٹا چوری کرنے لگا ہے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں نے کہا سارا دن بھینسے کی مانند کھاتا رہتا ہے۔ کیا ہوا اگر ذرا سا کام کر دے گا تو۔ آج ہی کام کو کہا آج ہی سزا ملی۔ بڑا ہو کر پورا ڈاکو بنے گا۔ اور ماں باپ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام خوب روشن کرے گا۔ نعیمہ کو چوری کا نام سُن کر بہت غصّہ آیا۔ وہ اٹھی اور نسیم کو پکڑ کر اندر لے گئی دو تین دو ہنٹریں اس کے رسید کیں۔ اور کہا۔ "تُو نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ اگر تو ایسا نہ کرتا تو تیری جان تو نہ نکل جاتی۔ مجھے کیوں نہ کہا۔ مَیں منگوا دیتی"۔ یہ کہا اور خود بھی اُس کا دِل بھر آیا۔ اور بیٹھکر رونے لگی۔ رات کو نعیمہ نے مارے غم کے کھانا نہ کھایا۔

رات کو حامد آئے۔ نعیمہ دوپہر سے رو رہی تھی روتے روتے آنکھیں سُوج چکی تھیں۔ حامد آئے بیوی کی سُوجی ہُوئی آنکھیں دیکھ کر دل پگھل گیا۔ چاہا کہ پُوچھے۔ لیکن بھابی کے ڈر سے خاموش رہا۔ دل ہی دل میں اس سے ہمدردی کا ارادہ کرتا۔ لیکن بھابی کی صورت سامنے آ کر زبان پکڑ لیتی۔ ادھر جب سے حامد آیا۔ اس وقت سے وہ زیادہ رو رہی تھی۔ خاوند کو دیکھتے ہی اس کے آنسو خود بخود اُمنڈے چلے آتے تھے۔ وہ روکنے کی کوشش کرتی۔ لیکن بیسود۔ دل کو ڈھارس دیتی۔ مگر آنسو تھمتے ہیں نہیں آتے تھے۔ تمام گذشتہ واقعات ایک ایک کر کے اُس کے سامنے آ رہے تھے۔ وہ اپنی زندگی کا بچپن کی زندگی سے مقابلہ کرتی اور روتی۔ بچپن کی سہیلیاں یاد کرتی تو روتی۔ ماں باپ کو یاد کرتی تو روتی۔ ننھے نسیم کو دیکھتی تو روتی۔ اپنی ہم عمروں کو خوش دیکھتی تو روتی۔ خاوند کی بے پرواہی دیکھتی تو روتی۔ جیٹھانی کے ظلم و ستم دیکھتی تو روتی۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے اُسے رونے اور صرف رونے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ دنیا میں رنج و غم کے کوچہ سے گذر کر آئی ہے۔ آتے وقت خوشی و مسرت کا راستہ اسے نظر نہیں پڑا۔ وہ صرف رنج و غم اور آنسوؤں کی لڑیاں جمع کر کے آسکی ہے۔

عصمت کے بعد خالدہ کا سارا غصّہ نعیمہ پر نکلتا تھا نعیمہ ہر وقت روتی تھی۔ رونے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اسکی صحت دن بدن گرنے لگی۔ ہر وقت بخار رہنے لگا مگر اسی طرح کام میں لگی رہتی۔ جب زیادہ بیمار ہو گئی۔ تو ہر وقت اندر پڑی رہنے لگی۔ کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔ خالدہ اُسے جھڑکیاں دیتی۔ والدین کی توہین کرتی۔ بخار میں ایک اور بخار چڑھاتی۔ مگر وہ خاموشی سے اسے برداشت کرتی۔ اندر ہی اندر جلتی۔ اپنی قسمت کو کوسنی۔ مگر کر کچھ نہ سکتی۔

ایک دن نعیمہ کو پیاس لگی۔ اس نے نسیم کو آواز دی۔ کافی آوازیں دینے کے بعد جب کوئی جواب نہ ملا۔ تو بمشکل یہ کہتے ہُوئے اٹھی"۔ اے میرے مَرے ہُوئے والدین کی نشانی۔ میرے دُکھے ہُوئے دل کو تسکین دینے والے۔ کیا تم بھی مجھ سے مُنہ موڑنے لگے ہو۔ تم بھی مجھے نہیں پُوچھتے۔ کیا اِس مصیبت میں میرا کوئی ہمدرد نہیں۔ نسیم تمہیں دیکھکر میری بیماری گھٹتی ہے۔ مگر اب تم بھی میری پرواہ نہیں کرتے"۔ نعیمہ بیچاری کو کیا معلوم کہ نسیم بیچارے پر کیا گذرتی ہے۔ پانی کے نل کے پاس پہنچکر پانی پیا۔ اِدھر اُدھر نسیم کو دیکھا۔ مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ نیچے جھانکا۔ کیا دیکھتی ہے۔ جھوٹے برتن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاف کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کے ہوش اُڑ گئے۔ بیہوش ہو کر گری۔ آخر ہمّت کر کے اٹھی۔ روتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔ ہائے میرا عزیز بھائی جسکو میرے والدین نے ہزاروں منّتوں کے بعد خدا سے لیا۔ آہ! وہ جس نے ناز و نعم کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ پھول سا بھائی جس کے واسطے کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ آج وہ لوگوں کے جھوٹے برتن صاف کر رہا ہے۔ خدایا دنیا کس قدر ظالم ہے۔ اس رُوح فرسا منظر کے دیکھنے سے پہلے کیوں نہ میری زندگی ختم ہو گئی۔ کیوں نہ میری رُوح پرواز کر گئی۔ کیا میرا یتیم بھائی اس لائق تھا۔ ہائے ظالم تجھے ننھے بچّے سے ایسا کام کرواتے شرم نہ آئی۔ اُف تجھے رحم نہ آیا۔ بے رحم خدا سے ڈر۔ یہ کہتے کہتے اس کا دل بھر آیا۔ مرے ہوئے والدین کو یاد کر کے اور زیادہ رونے لگی۔ اور روتے روتے بیہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا۔ تو حامد کو کمرے میں پایا۔ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

حامد۔ کیا ہوا نعیمہ؟ کیا تم ڈر گئی ہو؟ شائد سوتے سوتے ڈر گئی جو اس طرح اُٹھی ہو۔ ہیں تم تو رو رہی ہو۔ بات کیا ہے؟

نعیمہ۔ نہیں ڈر تو نہیں گئی۔ آج مَیں آپ سے ایک بات کی التجا کرتی ہوں۔ مَیں نے کبھی آپ سے کوئی چیز نہیں مانگی۔

حامد۔ کیا؟

نعیمہ۔ مجھ سے اپنے والدین کی توہین نہیں دیکھی جاتی۔ مجھے اپنی ذلّت کی پرواہ نہیں۔ مگر مرے ہوئے والدین کی توہین ہوتے دیکھ کر میرا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔

حامد۔ تمہارا مطلب بھابی سے ہے۔ مَیں کیا کر سکتا ہوں۔

نعیمہ۔ یہ سنکر نعیمہ کا غصّہ مشتعل ہو گیا۔ وہ اُونچی آواز سے بولی۔ میری اُمّیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ اگر آپ میری اُمّیدوں کو پامال کرنے پر تیار ہیں تو کسی اور سے مجھے کیا اُمّید ہو سکتی ہے۔ آپ اپنی عزّت و ذلّت میں امتیاز کرتے ہیں۔ تو کیا میرے لئے آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی عزّت کو برقرار رکھنے کے لئے، اسے بچانے کے لئے سب کچھ کرتے ہیں۔ مگر کیا میری عزّت آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی؟ کیا آپ کا یہی فرض ہے۔ افسوس آپ نے میری اُمّیدوں کے محل .....

نعیمہ یہ کہہ رہی تھی کہ خالدہ کسی کام کے لئے کمرے کے پاس سے گذری۔ اس نے نعیمہ کی آواز سُنی تو ٹھٹھک کر رہ گئی۔ نعیمہ کی باتیں سُنتی رہی۔ بھلا ساری باتیں سُننے کی اُس میں تاب کہاں۔ بات کاٹ کر وہیں سے بولی "نعیمہ آج حامد کو کس بات پر دھمکیاں دے رہی ہو۔ تمہیں شرم تو نہیں آتی ہو گی۔ تم شکر نہیں کرتی۔ کہ حامد جیسے انسان کے گھر میں تمہیں جگہ مل گئی۔ ورنہ تمہارے جیسی تو مَیں ہزاروں نوکریں حامد کے لئے لے آؤں۔ مَیں چاہوں تو حامد کے لئے شہزادی بیاہ لاؤں۔ تم ہو کس گنتی میں، جو حامد کو دھمکیاں دے رہی ہو۔ یہ کہکر چلی گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعیمہ کے زخمی دل پر ان الفاظ نے نمک پاشی کا کام کیا۔ تیروں کی طرح الفاظ پیوست ہوتے گئے غصہ سے لرزنے لگی۔ آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔ اُس نے کڑک کر کہا "کیا آپ کا یہی فرض ہے جسے سرانجام دے رہے ہیں۔ کیا میری عزت کوئی چیز نہیں ہے کیا میں انسان نہیں؟ میری حستیں مر تو نہیں گئیں۔ کیا بُرے بھلے میں تمیز کرنے کیلئے میرے سر میں دماغ نہیں؟ کیا میرے سینہ میں آپ جیسا دل نہیں ہے کیا قوتِ شنوائی مجھ میں نہیں ہے کیا میری قوت بینائی نہیں ہے میں کیسے سب باتیں سنوں اور نہ کڑھوں" یہ کہتے کہتے اُس کا دل بھر آیا۔ بے اختیار رونے لگ گئی۔ حامد بالکل خاموش اُسے خاموش دیکھ کر نعیمہ کا غصہ اور بھڑک اُٹھا۔ اُس نے پھر کہا "اسلام نے خاوند کو مجازی خدا قرار دیا ہے۔ مگر آپ نے میرے حقوق کا ذرہ بھر خیال نہیں رکھا دیکھ لیں میرے دل میں جو آپکی عزت ہے آپ اسے اپنے ہاتھوں کم کر رہے ہیں۔ جب آپ مجھ سے ایسا سلوک کرتے ہیں۔ میری عزت کا خیال نہیں رکھتے۔ تو آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ جائیں میرے سامنے سے اسوقت چلے جائیں۔ آج غم کی آگ نے میرے دل و دماغ کو جلا کر رکھدیا ہے۔ اس غصہ میں نہ معلوم کیا کیا کہہ جاؤں۔ یہ کہکر زار و قطار رونے لگ گئی۔ حامد چپ چاپ اُٹھا۔ اور چلا گیا۔ (باقی)

(خاکسار امۃ السلام قادیان)

مطالبات تحریک جدید

اور

احمدی خواتین

میری معزز بہنو! آپ کو معلوم ہے کہ آج سے قریباً پانچ سال پیشتر احرار نے حکومت کے بعض افسروں کے ساتھ ملکر جماعت احمدیہ پر ایسے رنگ میں شدید حملہ کیا تھا کہ ان کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ وہ بہت جلد جماعت احمدیہ کی تنظیم کو پاش پاش کر کے رکھدیں گے۔ یقیناً یہ حملہ اپنی نوعیت میں نرالا اور

بیوٹرین
کے استعمال سے
چھائیوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا
کیل و مہاسوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے
جھریوں و بدنما داغوں کو دور کر کے چہرے کو خوبصورت بناتی ہے پھوڑے پھنسی کیلئے مجرب ہے
قدرتی پیداوار و خوشبودار پھولوں سے تیار کی جاتی ہے
سہیلیوں اور دوستوں کو پیش کرنیکا بہترین تحفہ ہے
قیمت پندرہ آنے
کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی جالندھر شہر
سول ایجنسی برائے قادیان میسرز سلطان برادرز احمدی جنرل مرچنٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت خطرناک تھا۔ کیونکہ اس میں مسائل پر بحث نہ تھی۔ بلکہ ایک گند تھا۔ جو جماعت کے خلاف اچھالا جارہا تھا۔ دشمن تو الگ رہے دوست بھی سمجھنے لگ گئے تھے۔ کہ بس اب جماعت احمدیہ کوئی دن کی مہمان ہے۔ حتیٰ کہ بعض احمدیوں کے دل بھی ٹوٹ گئے تھے۔ عین اس وقت جبکہ یہ حالت تھی اللہ تعالےٰ کے پیارے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے انیس مطالبات جماعت کے سامنے پیش کئے اور فرمایا۔ کہ اگر جماعت کے افراد نے انپر عمل کیا تو وہ انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ اور دشمن ناکامی کا منہ دیکھیں گے۔ الحمد للہ کہ جماعت نے جس طرح حضور کے مطالبات پر لبیک کہا۔ اُس کی نظیر فی زمانہ ملنی ناممکن ہے۔ نتیجہ سب بہنوں کے سامنے ہے۔ کہ وہ احرار جو یہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ ہم سب دنیا کے مسلمانوں کے نمائندہ ہیں اور کہ سب مسلمان ہماری پشت پر ہیں۔ آج عداوتِ محمود کے باعث اپنی سابقہ شہرت اور عزت بالکل کھو بیٹھے ہیں۔ وہ احرار جن کا آج سے قریباً پانچ سال پیشتر ہر جگہ طوطی بول رہا تھا۔ اب جہاں جاتے ہیں مار کھاتے ہیں۔ اور کوئی شریف انسان ان کو منہ لگانا پسند نہیں کرتا۔ بیشک احرار کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ اور مخالف افسروں نے بھی محسوس کر لیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت ان کو بہت مہنگی پڑی ہے۔ لیکن یہ مت خیال کریں کہ

شیطان مرگیا ہے۔ وہ ایک رنگ میں شکست کھاکر دُوسرا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے یہ وہم بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہم کو ان مطالبات پر اب عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو اَب نہ صرف پہلے کی طرح بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سختی سے ان مطالبات پر عمل کرنا چاہیئے۔

میری بزرگ بہنو! وہ قوم قطعاً زندہ رہنے کا حق نہیں رکھتی جو قُربانی سے جی چراتی ہے۔ دیکھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ایک کھانا کھانے اور جانی قربانی کرنے سے جب انکار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سالہا سال جنگلوں میں سرگردان رکھا۔ مصیبتوں اور نامرادیوں نے ان کو ایسا دبایا۔ کہ وہ اُس زندگی سے موت کو ترجیح دیتے تھے۔ برخلاف اس کے قرون اُولیٰ کے مُسلمانوں نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے فرمان کے مطابق جب قربانیاں کیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حیرت انگیز ترقیات عطا فرمائیں۔ ان کا نام جس عزت اور ادب سے لیا جاتا ہے۔ اُس عزت سے انکے بعد آنے والے بادشاہوں کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ پس ہمیں خوش ہونا چاہیئے۔ اور سجداتِ شکر بجالانے چاہئیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں بھی قربانیوں کا موقع دیا۔ اور ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم بڑھ چڑھ کر ان میں حصہ لیں۔ اور ان انعامات کے وارث بنیں جن کا اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے۔

ہوسکتا ہے۔ کہ بعض بہنیں یہ سوال کریں۔ کہ مطالبات کثرت سے مردوں کے متعلق ہیں۔ اور کہ عورتوں کے لئے تو اس میں بہت کم حصہ ہے۔ یہ سوال اگر کسی بہن کے دل میں پیدا ہو تو اسے جلد سے جلد نکال دینا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی ایسا نہیں۔ جو مرد عورتوں کی مدد کے بغیر بجا لا سکتے ہوں۔ عورت اگر کفایت شعاری نہ کرے۔ تو مرد کماحقہٗ چندہ نہیں دے سکتے۔ مرد اگر تبلیغ کے لئے باہر جانا چاہے۔ اور عورت بجائے مرد کی ڈھارس بندھانے کے اپنی تنہائی اور گھر کی ضروریات کا رونا لے بیٹھے تو وہ کس طرح اطمینان سے تبلیغ کر سکتا ہے۔ پس میرے نزدیک ہر مطالبہ بلاواسطہ یا بالواسطہ عورتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالے ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اپنے پیارے امام کی خواہش کے مطابق بڑھ چڑھ کر قربانیاں کر سکیں +

خاکسار مبارکہ شمیم بنت چوہدری عبدالرحیم صاحب
ہیڈ ڈرافسمین اسلامیہ پارک لاہور

جہلم میں یوم التبلیغ

۳۰ر جولائی۔ صبح آٹھ بجے ممبرات لجنہ اماء اللہ جہلم نے ۵۰ مختلف ٹریکٹ ۵۰ گھروں میں مناسب طریق سے تقسیم کئے۔ پھر شام کے پانچ بجے شہر کے بہت سے حصوں میں پھر کر ممبرات نے ۲۵۰ ٹریکٹ قریباً ۶۰ گھروں میں تقسیم کئے

تاریخی واقعات

دنیا کا سب سے پہلا لائٹ ہاؤس

ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کے بعد سکندر اعظم کی حریصانہ نگاہ مصر کی طرف پھری۔ اور اس نے اس کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ اور اسوقت تک چین نہ لیا جبتک کہ اس نے مصر کو فتح نہ کر لیا۔ ایک دن اس نے دریائے نیل پر سیر کرنیکا ارادہ کیا۔ سیر کرتے کرتے وہ اس مقام پر پہنچا۔ جہاں دریائے نیل سمندر میں گرتا ہے۔ وہاں پر چند ایک جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ منظر دلفریب تھا۔ سکندر کے دل پر اس نے اثر کیا۔ اور وہ یہ خیال کرتا ہوا۔ کہ اس جگہ ایک خوبصورت و عظیم الشان بندرگاہ بن سکتی ہے۔ سیر سے واپس آیا۔ الغرض تھوڑے ہی عرصہ میں سکندر نے اس جگہ بڑی عالیشان عمارتیں اور قابل دید باغات تیار کروائے۔ آہستہ آہستہ سکندریہ ایک بہت بڑی بندرگاہ بن گئی۔ اگرچہ یہ بندرگاہ بہت عالیشان تھی لیکن سکندر اسکو دیکھ نہ سکا۔ اور دوسری فتوحات میں مصروف ہو گیا۔ سکندر اعظم کی وفات کے بعد اسکی لاش کو بڑی شان و شوکت سے سکندریہ میں دفن کیا گیا +

سکندر اعظم کی وفات کے بعد اسکی عظیم الشان سلطنت اسکے جرنیلوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ ملک مصر سکندر کے ایک بڑے جرنیل ٹولومی کے حصہ میں آیا۔ سکندریہ اسوقت ایک تجارتی بندرگاہ تھی۔ مصر کی تجارت کا بہت بڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصہ سکندریہ کے ذریعہ ہوتا تھا۔ لیکن بڑی مصیبت یہ تھی کہ سکندریہ کے تھوڑے فاصلہ پر ایک خطرناک چٹان تھی۔ عام طور پر جہاز اُس چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے۔ اور اس طرح بہت سا جانی اور مالی نقصان ہوتا ۔

آخر کار ایک شخص نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ سکندریہ میں ایک بلند بُرج بنایا جائے جہاں پر رات کو روشنی کی جائے جس سے جہاز چٹان کے خطرہ سے آگاہ ہو سکیں۔ لوگوں نے اس خیال کی تائید کی اور ٹولومی نے بُرج بنانا شروع کیا۔ یہ بندرگاہ سے چھ سو فٹ اُونچا تھا۔ اسکی آٹھ منزلیں تھیں۔ اور اسکے اندر تین سو کمرے تھے۔ اسکی کھڑکیاں سمندر کیطرف کھلتی تھیں جن سے ساری رات آگ کے شعلے نظر آتے تھے۔ اس تدبیر سے جہاز تباہی سے بچ جاتے۔ یہ دُنیا کا سب سے پہلا لائٹ ہاؤس تھا۔ جو سکندریہ میں تیار ہوا ۔

عرصۂ دراز کے بعد جب عرب مصر کے حاکم ہوئے۔ تو انکے دشمنوں نے انکو نقصان پہنچانے کی غرض سے کہا کہ اس لائٹ ہاؤس کی تہ میں بیشمار خزانہ مدفون ہے۔ عرب انکی اس چال میں آ گئے اور خلیفۂ وقت کے حکم سے انہوں نے لائٹ ہاؤس کو گرانا شروع کیا۔ ابھی چار منزلیں ہی گری تھیں کہ اس سازش کا علم ہو گیا۔ چنانچہ باقی لائٹ ہاؤس کا گرانا بند کیا گیا اور خلیفہ کے حکم سے اس کو ایک خوبصورت مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ چودھویں صدی عیسوی میں ایک زلزلے سے یہ عمارت بھی جاتی رہی۔ اور اب سوائے کھنڈرات کے وہاں کچھ بھی نہیں ۔ (محمودہ ثروت)

ناخنوں کی صفائی

آج کل کے فیشن کے رُو سے لمبے اور نوکدار ناخنوں کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ بلکہ سکولوں اور کالجوں کی لڑکیوں میں یہ بیماری بہت سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور اس کے روکنے کی کوئی صُورت نظر نہیں آتی۔

یہ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ آج کل کے فیشن کس قدر تکلیف دہ ہیں۔ مگر ناخنوں کو بڑھانے کا فیشن تو سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ لڑکیاں ہر طرح کے فیشن کو پُوری طرح استعمال میں لاتی ہیں۔ مگر حفظانِ صحت کے اُصول پر بالکل عمل نہیں کرتیں۔ عام طور پر لڑکیاں جب ناخن بڑھانا شروع کرتی ہیں۔ تو ان کو بالکل صاف نہیں کرتیں۔ اور دوسرے ان کو اس قدر بُری طرح کاٹتی ہیں۔ کہ انکی شکل و شباہت خونخوار درندے کے ناخنوں کی مانند ہو جاتی ہے۔ اور ان میں اس قدر میل پھنس جاتی ہے۔ کہ دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔ اور پھر یہی ناخن جن کو وہ زیبائش کا باعث سمجھتی ہیں۔ وہی ان کے حق میں مہلک ثابت ہوتے ہیں ۔

بس ناخنوں کو بہت چھوٹا کاٹنا چاہیئے۔ اور ان کی صفائی کا ہر طرح خیال رکھنا چاہیئے۔ برتنوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی صفائی کے بعد ناخنوں کو برش، تنکے، یا Com mon Kin کے پچھلے سرے سے اچھی طرح صاف کرکے صابن سے دھونا چاہیئے۔ خصوصاً آٹا گوندھنے سے پہلے ناخنوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ناخنوں میں اٹی ہوئی میل میں طرح طرح کے جراثیم ہوتے ہیں۔ جو ہماری خوراک کے ذریعہ ہمارے معدہ میں داخل ہوکر بہت نقصان پہنچاتے ہیں اور ہاضمہ میں خلل واقع ہونے سے آنتیں کمزور ہونے لگتی ہیں۔ اور بہت سی مہلک بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ مثلاً ٹائیفائڈ۔ تھرید ورم۔ وغیرہ۔ اور بعض دفعہ گندے ناخنوں سے جلد کھجلانے سے اگزیما اور داد ہونے کا بھی ڈر ہوتا ہے۔ لہذا اپنے ناخنوں کو ہر وقت اور ہر موسم میں صاف رکھ کر اپنی صحت کو برقرار رکھنا ایک شہری کا سب سے پہلا فرض ہے۔

احمدی لڑکیوں کو چاہیئے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق بالکل "سادہ زندگی" بسر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور اپنے اعضاء کی مصنوعی خوبصورتی کے شوق میں اسلامی شعار اور اپنی خداداد خوبصورتی کو خراب نہ کریں۔ خاصکر مذہبی اجتماعوں میں تو پوڈر پینٹ اور سُرخی سے پرہیز کرکے اپنے آپکو اسلامی سادگی کا نمونہ بنانا چاہیئے۔ اور احمدیت کو دوسری فیشن زدہ عورتوں پر ممتاز کرکے دکھانا چاہیئے (خورشید زہرہ)

معلومات عامہ

دُنیا میں سب سے زیادہ تمباکو استعمال کرنیوالے ریاستہائے امریکہ کے باشندے ہیں۔ جہاں ہر سال ۱۰۴۵ سگریٹ ایک شخص پیتا ہے۔ دوسرے درجہ پر انگلستان کے باشندے ہیں۔ تیسرے درجہ پر میکسیکو کے لوگ۔ چوتھے پر بلجیم اور پانچویں پر فرانسیسی ہیں۔ ہندوستان میں ہر سال ۷۶ ارب سگریٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں پر سب سے زیادہ سگریٹ پینے والا صوبہ سندھ ہے ؛

منگولیا معدنی دولت کے اعتبار سے بہت زرخیز علاقہ ہے۔ چنانچہ حال میں رُوسی ماہرین فن نے یہاں کوئلے۔ لوہے۔ اور نمک کی بہت سی کانیں دریافت کی ہیں۔

اس وقت دُنیا میں سب سے کم عمر بادشاہ ہز میجسٹی شاہ فیصل ثانی (شاہِ عراق) ہیں۔ ان کی عمر اس وقت چار سال ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ نے قاہرہ۔ دمشق۔ بصرہ۔ بیروت۔ بغداد۔ یروشلم۔ اور چین میں اپنی شاخیں قائم کی ہیں۔ ان شاخوں کے قائم کرنے کی غرض یہ ہے۔ کہ غیر ممالک میں کانگرس مسلمانوں کے خلاف جو پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ اس کا جواب دیا جائے +

فصل کاٹنے کا وقت ہے۔ لیکن نازیوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فوجی سرگرمی کی وجہ سے مزدور نہیں ملتے۔ نازیوں نے چھ ہزار آدمی سپیشل پولیس میں بھرتی کر لئے ہیں اس لئے اب فصل کاٹنے کے لئے جرمنی میں عورتوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔

جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں انگلستان نے زخمیوں کے لئے بارہ سو نئے ہسپتال، تین لاکھ چار پائیاں۔ اور ڈھائی لاکھ سٹریچر تیار کرائے ہیں۔ نیز ۲۴ گھنٹے کے نوٹس پر ۱۲۰۰ کاریں تیار رہیں گی۔

امسال علاقہ نجد میں پٹرول کے سولہ کنوئیں برآمد ہوئے ہیں یہاں کثرت سے پٹرول برآمد ہونے کی اُمید ہے۔ اسی طرح جدّہ کے گردونواح میں بھی پٹرول کے چشمے پائے گئے ہیں۔

ایک پانچ سالہ دیہاتی لڑکے کو تبت کا حکمران اور چودھواں دلائی لامہ تسلیم کیا گیا ہے۔ دلائی لامہ کو پانچ سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک چھوٹے سے گاؤں لوکونور میں پایا گیا۔ (تبت کے بادشاہ کو دلائی لامہ کہتے ہیں۔ جب ان کا بادشاہ مر جاتا ہے۔ تو اہلِ تبت اسکی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اور جس شخص کی شکل و صورت اس سے ملتی جُلتی ہوتی ہے۔ اسکو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں)

ایک غیر معمولی دریا سنہائے متحدہ امریکہ کی ریاست نبراسکا میں واقع ہے۔ اسکے پانی کا ذائقہ میٹھا ہے۔ سائینس تاحال اس کا سبب معلوم نہیں کر سکی۔

اسی طرح ایسٹ افریقہ میں ایک دریا انگاری نیو کی نامی ہے لیکن اس کا پانی بہت کڑوا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ حیوانات پر اسکی کڑواہٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ البتہ انسانوں کو یہ بہت تلخ معلوم ہوتا ہے۔

دُنیا بھر کا عجیب ترین دریا الجیریا کا Ink ہے۔ اس دریا کا پانی نہ صرف رنگ کے لحاظ سے روشنائی کا سا ہے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ دریا اصلی بلیو بلیک روشنائی کا دریا ہے۔ اسمیں وہ تمام اجزا موجود ہیں۔ جن سے سیاہی بنائی جاتی ہے۔ اس دریا کا پانی روشنائی کی طرح ہی غلیظ ہے۔ اور اس سے بآسانی لکھا جا سکتا ہے۔

بنگال کے سیاسی قیدیوں نے اپنے بعض مطالبات کے پُورا نہ ہونے پر بھوک ہڑتال کر دی تھی۔ اس ہڑتال کے آغاز پر بنگال کی بعض خواتین نے گاندھی جی سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ آپ بھی ازراہ ہمدردی ان کے لئے بھوک ہڑتال کر دیں۔ اس کے متعلق گاندھی جی نے ایک بیان شائع کیا جس میں یہ تحریر ہے۔ کہ بھوک ہڑتال کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

کینیڈا کے ایک مقام کالنڈار میں ایک یُورپین خاتون کے ہاں ۵ جڑواں لڑکیاں پیدا ہوئیں شہنشاہ جارج ششم اور ملکہ معظمہ نے ان لڑکیوں کو اور انکے والد کو بلانے کی دعوت دی ہے۔

مہاراجہ اندور نے ۹۰ لاکھ روپیہ سالانہ اپنے ذاتی اخراجات سے اپنی رعایا کی بہبودی کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ روپیہ غرباء اور مزدوروں کی بہتری کے لئے خرچ کیا جائے گا۔

(مرتبہ محمودہ ثروت دینیات درجہ ثالثہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ مصباح

(۱)

فوٹوگرافی کے متعلق اُردو میں کوئی خاص مفید کتاب نہیں۔ البتہ انگریزی میں جتنی چاہیں بتائی جاسکتی ہیں۔ اگر مصباحی بہن قادیان میں ہوں تو مجھے ملیں۔ اور اگر باہر ہوں۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرماکر سبق سیکھنا شروع کردیں۔ وہ چند دنوں میں سیکھ جائیں گی۔ نوٹ۔ اگر کتاب ہی درکار ہو۔ تو وہ منگواکر دیجاسکتی ہے۔

(آصفہ خانم بر مکان بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲)

ا۔ سہیلی کا جو مفہوم عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ سہیلی اُسے کہتے ہیں جو راز کو چھپانیوالی ہو۔ غمخوار ہو۔ تکلیف اور راحت میں دلی ہمدرد ہو۔ خوشی اور غمی میں صدق دل سے شریک حال ہو۔

سہیلی دُنیا کی دلچسپیوں میں اضافہ کے لئے بنائی جاتی ہے۔ محبت جو انسان کا فطرتی تقاضا ہے۔ اس کی پہچان کے لئے دُنیا میں "حیا" کو ترقی دینے کے لئے بعض اہم کاموں میں تبادلۂ خیالات کے لئے وغیرہ ذالک۔

اس کا جواب اپنے نفس سے پُوچھیئے۔ کہ کیا آپ خود کسی کی سہیلی بننے کی اہلیت رکھتی ہیں یا نہیں؟ اگر اپنے اندر ہی حقیقی سہیلی بننے کی اہلیت نہیں تو دُوسروں پر گلہ فضول ہے "حقیقی سہیلی" ایک نہیں کئی مل سکتی ہیں۔ مگر پہلے تعلقات کے نباہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ضروری ہے۔

ب۔ لپ سٹک بنانے کی آسان ترکیب یہ ہے۔ کہ سُرخ۔ گلابی اور نارنجی رنگ (پنجابی جوگیا) ہموزن لے کر خالص مکھن میں ملائیں۔ سخت رکھنے کے لئے مکھن بہت کم ملائیں۔ پھر اچھی طرح کسی چمچی سے حل کرلیں۔ رات کو اوس میں رہنے دیں۔ صبح کو پھر خواہ گولیاں بنالیں یا ڈبیہ میں بھرلیں۔ یہ لپ سٹک سردیوں میں ہونٹوں کو پھٹنے سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔

ج۔ دائمی زکام کے لئے میرا آزمودہ نسخہ یہ ہے کہ مغز بادام سات عدد لے کر رات کو پانی میں بھگودیں۔ صبح انہیں چھیل کر تین دانے منقہ کے ڈال کر باریک پیس لیں اور کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ زکام کی شکایت دُور ہو جائے گی۔ مگر استعمال اس وقت تک جاری رکھیں۔ جب تک کُلی صحت نہ ہو جائے۔

(احمدی بیگم دارالبرکات قادیان)

(۳)

ا۔ یہ خبر نہایت مُسرت سے سُنی جائے گی۔ کہ (سابق) دینیات کلاس درجہ ثالثہ کی سات طالبات جو سالانہ امتحان میں شریک ہُوئی تھیں۔ کامیاب ہوگئی ہیں۔ سلیمہ بیگم بنت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اوّل اور صادقہ ثریا بنت مولوی خیرالدین صاحب دوم آئی ہیں۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو خدمت دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق عطا فرمائے۔

ب۔ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں ۲۵ جولائی

تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد ہوُا۔ جس میں ان طالبات کو جو ۱۹۳۸ء و ۱۹۳۹ء میں میزان و دینیات میں فرسٹ و سیکنڈ رہی تھیں۔ انعام دیا گیا۔ جلسہ کی صدر محترمہ ام وسیم احمدؐ حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھیں۔ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بی۔اے۔بی۔ٹی نے اپنی طرف سے بعض خاص انعامات بھی طالبات کو دیئے۔

(اسسٹنٹ سکرٹری)

(۴)

ایک بہن نے بال جر کا نسخہ دریافت کیا ہے سوال ان کیلئے ایک مجرب نسخہ درج ذیل کرتی ہوں:-

اولیم روز میرائی۔	چار ڈرام
لائیکوار ایپس پاسٹی کس۔	دو ڈرام
اولیم او میگڈولائی۔	دو ڈرام
سپرٹ کیمفر۔	دو اونس
گلیسرین بورک۔	ایک اونس
اولیم روز۔	آٹھ منم (بوند)
ٹنکچر جیبورنڈلیا۔	ایک اونس

سب کو ملا کر لوشن بنالیں اور تھوڑا تھوڑا رات کو سوتے وقت بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح ملیں۔ آزمودہ نسخہ ہے اچھے کیمسٹ سے آٹھ دس آنے میں بنجاتا ہے۔

(خورشید انور ایف۔اے سٹوڈنٹ امرتسر)

(۵)

محترمہ اہلیہ صاحبہ صوبیدار ڈاکٹر ظفر حسن صاحب (بکلوہ چھاؤنی) عرصہ دراز سے بعارضہ اعصابی کمزوری بیمار ہیں۔ بہنیں اُن کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔ (سعیدہ کوٹھی دارالفضل قادیان)

سہ ماہی رپورٹ لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپریل کی پہلی اتوار کو زیر صدارت سیدہ فضیلت صاحبہ جلسہ منعقد ہوُا۔ سیدہ شوکت صاحبہ نے ۲۸ مارچ کے الفضل سے خطبہ جمعہ پڑھا۔ سیدہ عفت صاحبہ نے مصباح سے "شفقت علیٰ خلق اللہ" مضمون پڑھ کر سنایا پریذیڈنٹ صاحبہ نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانات پر مفصل تقریر کی۔ اور نماز اور دُعا کی پابندی۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

۲۶ اپریل کو احمدیہ گرلز سکول میں چودھواں سالانہ جلسہ منعقد ہوُا۔ جس میں سیدہ رفعت صاحبہ نے احمدیہ گرلز سکول کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے اسکے فوائد بیان کرکے حاضرات کو توجہ دلائی۔ کہ احمدیہ گرلز سکول ہی واحد اسلامی درسگاہ ہے۔ جسمیں بچیاں تعلیم پاکر خالص اسلامی زندگی حاصل کرسکتی ہیں اسلئے بہنیں اس اسلامی درسگاہ میں بچیوں کو تعلیم دلوائیں۔ مڈل جماعت کی رخصت ہونیوالی لڑکیوں نے بھی اپنے مضامین سُنائے۔

۷ مئی کے جلسہ میں سیدہ فضیلت صاحبہ نے صحابہ کرامؓ کا نمونہ پیش کرکے فضول رسوم سے منع کرتے ہوئے آئندہ نسلوں کی اعلیٰ تربیت کرنے کی تلقین کی۔

۴ جون کے جلسہ میں سیدہ امۃ السلام صاحبہ

اور سیدہ عفت صاحبہ نے الفضل کے بعض مضامین پڑھ کر سنائے۔ پھر پریذیڈنٹ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اور آئندہ بھی پوری ہوں گی۔ نیز فتاویٰ احمدیہ سے چند حوالے دے کر فضول رسوم کو چھوڑنے اور اسلام پر کاربند رہنے کی تاکید کرتے ہوئے احمدی بہنوں کو اپنی ذمہ واری کی طرف توجہ دلائی ؛

(سکرٹری لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ)

رپورٹ اشاعت مصباح سوسائٹی

ماہ جولائی کے آخر تک سوسائٹی کے اجلاس باقاعدہ ہوتے رہے۔ لیکن اب چونکہ تعطیلات ہو گئی ہیں۔ اس لئے سکول بند ہونے کی وجہ سے سوسائٹی کے اجلاس نہیں ہو سکتے۔ البتہ تمام ممبرات توسیع اشاعت مصباح کا کام بدستور کریں گی۔ اور وقتاً فوقتاً مصباح کی قلمی مدد بھی کرتی رہیں گی +

افسوس ہے۔ کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود قادیان سے باہر کی خواتین مصباح کی اشاعت میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لے رہیں۔ حالانکہ انہیں یہ اچھی طرح علم ہے کہ مصباح احمدی خواتین کا واحد پرچہ ہے۔ اور اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر احمدی عورت کا فرض ہے +

(محمودہ ثروت اسسٹنٹ سکرٹری)

رپورٹ ششماہی لجنہ اماء اللہ دہلی

۸ر جنوری لجنہ اماء اللہ دہلی کا ماہوار اجلاس شیخ انتظار حسین صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ جس میں مینے اور اہلیہ صاحبہ بابو نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی نے اور سکرٹری صاحبہ نے تقریریں کیں۔

۵ر فروری۔ بابو محمد حسین صاحب آف شملہ کے مکان پر لجنہ اماء اللہ کا انتخابی جلسہ ہوا۔ محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے عہدہ صدارت کے لئے اہلیہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب سب جج کو پیش کیا۔ لیکن اتفاق رائے سے سابقہ پریذیڈنٹ صاحبہ ہی اپنے عہدہ پر فائز رہیں۔ اسی طرح باقی تمام عہدیدار بھی بحال رہیں۔ البتہ جائنٹ سکرٹری اور نائب سکرٹری تعلیم و تربیت کا اضافہ کیا گیا۔ اول الذکر اہلیہ صاحبہ بابو نذیر احمد صاحب اور ثانی الذکر گلزار بیگم صاحبہ بنت بابو غلام حسین صاحب مقرر ہوئیں۔ اس کے بعد خادمات الاحمدیہ کی لڑکیوں نے آپس میں دلچسپ مناظرہ کیا +

۵۔ مارچ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب کے مکان پر جلسہ ہوا۔ جس میں شمیم بیگم صاحبہ نے "زندگی کی غرض" کے عنوان پر مضمون سنایا۔ اور سکرٹری صاحبہ نے سورہ فاتحہ کی تشریح کی +

۲ر اپریل۔ بابو غلام حسین صاحب نئی دہلی کے کوارٹر کے آگے میدان میں ہمارا سالانہ تبلیغی جلسہ شان و شوکت سے ہوا۔ جس میں تقریباً پانصد مسلم و غیر مسلم معزز خواتین کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اجتماع تھا۔ اس جلسہ میں اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شفیع احمدؐ صاحب۔ محترمہ صدر صاحبہ یعنی حسن زمانی بیگم صاحبہ خاکسارہ۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ صدیقہ۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب نے تقریریں کیں اور مضامین سُنائے۔ بعدازاں الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر نے میجک لینٹرن کے ذریعہ تصاویر دکھائیں۔ جلسہ کا انتظام خادمات الاحمدیہ کے سپرد تھا۔ جنہوں نے قابل تعریف کام کیا +

۷ رمئی۔ بابو اعجاز حسین صاحب مرحوم کے مکان پر لجنہ اماء اللہ کا ماہوار اجلاس منعقد ہوا جس میں شمیم بیگم صاحبہ۔ مبارکہ بیگم صاحبہ صدیقہ۔ خاکسارہ۔ گلزار بیگم صاحبہ فاطمہ اور سکرٹری صاحبہ نے تقریریں کیں۔ پھر پریذیڈنٹ صاحبہ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ سُنایا۔ جون میں سخت گرمی کی وجہ سے کوئی جلسہ نہیں ہوا +

۹ رجولائی۔ بابو عبدالحمید صاحب کے مکان پر لجنہ کی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں حسب معمول تقریریں کی گئیں + (خاکسار مبارکہ سلطانہ حدیقہ نائب سکرٹری لجنہ دہلی)

رپورٹ لجنہ اماء اللہ مونگھیر

یکم جولائی کو لجنہ اماء اللہ مونگھیر دوبارہ قائم ہوئی جس کی صدر اہلیہ صاحبہ حکیم خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مونگھیر منتخب ہوئیں۔ اور سکرٹری خاکسار۔

لجنہ اماء اللہ کا پہلا اجلاس سات جولائی بر مکان سید موسیٰ رضا صاحب منعقد ہوا جس میں قریباً تیرہ احمدی بہنیں علاوہ بچیوں کے شریک ہوئیں۔ دو غیر احمدی بہنیں بھی تشریف لائیں۔ تلاوت قرآن کریم و نظموں کے بعد صدر صاحبہ نے "عورتوں کا مردوں کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے" کے موضوع پر ایک مضمون پڑھ کر سُنایا۔ پھر مولوی عبدالغفور صاحب مبلّغ نے نصیحت آمیز پیرائے میں تقریر کی۔ اس جلسہ میں عورتوں نے برائے تعمیر دار المطالعہ اور توسیع مسجد احمدیہ مونگھیر پانچ روپیہ کا وعدہ لکھایا +

لجنہ اماء اللہ کا دُوسرا اجلاس بر مکان حکیم خلیل احمد صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظموں کے بعد مَیں نے اپنا مضمون "لجنہ کی ممبر بننا اور اس کے اجلاسوں میں شریک ہونا ضروری ہے" کے موضوع پر پڑھ کر سُنایا۔ پھر سبیحہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ محمد حفیظ الرحمٰن صاحب نے خطبہ جمعہ فرمودہ تیس ۳۰ جون الفضل سے سُنایا۔ اس کے بعد صدر صاحبہ نے رسمی پردہ کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بہنوں کو اسلامی پردہ کے رائج کرنے کی تحریک کی۔

بیس ۲۰ جولائی۔ بر مکان سید موسیٰ رضا صاحب مولوی محمد سلیم صاحب کی تقریر کرائی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ کا ہر اجلاس کامیاب رہا +

(سکرٹری لجنہ اماء اللہ مونگھیر)

وصیتیں

۵۳۳۹ مسماۃ زکیہ بیگم زوجہ ملک عزیز محمد وکیل قوم ککّے زئی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ غازیخان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷/۷/۳۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

زیورات قیمتی ۷۵ روپیہ۔ نقد ۳۵ روپیہ۔ حق مہر نقد ۵۰۰ روپیہ۔ حق مہر میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ کل = ۶۱۰ (چھ سو دس روپیہ) اسکے دسواں حصّہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر کوئی دیگر جائیداد اپنی حین حیات میں بذریعہ ورثہ وغیرہ مجھے ملی تو دسواں حصّہ اس کا بھی وصیت ہذا میں شامل تصور ہوگا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱۷-۷/۳۹ + الامت:۔ زکیہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ عزیز محمد وکیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خاوند موصیہ مذکور بقلم خود + گواہ شد:۔ محمد عثمان محاسب انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں +

۵۳۹۶ مسماۃ زینب بی بی زوجہ ماسٹر بیرم خاں قوم راجپوت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۳۲ ج۔ب دھنی دیو ڈاک خانہ خاص ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۵/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد صرف میرا حق مہر ہے۔ جو تین صد روپیہ ہے۔ مَیں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر مَیں کچھ رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ رقم میرے حصّہ جائیداد سے منہا کر دی جائے۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ بروقت وفات اس جائیداد کے علاوہ جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اُس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میرے ورثاء میری اس وصیت کے پابند ہوں گے۔ مَیں یہ بھی صدق دل سے اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر مَیں نے دستی کام سے یا تجارت یا ملازمت سے کوئی آمد پیدا کی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی +

الامت:۔ نشان انگوٹھا زینب بی بی زوجہ ماسٹر بیرم خاں سکنہ چک ۳۳۲ ج۔ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور

گواہ شد:۔ بیرم خاں بقلم خود خاوند موصیہ ۱۲-۵/۳۹

گواہ شد:۔ عبدالرحمن انگلش ٹیچر سکرٹری و انسپکٹر وصایا چک ۳۳۲ ج۔ب ضلع لائل پور +

۵۴۱۲ مسماۃ سکینہ بی بی زوجہ شیخ محمد حسین صاحب قوم ککے زئی ساکن قادیان ضلع گورداسپور تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۷/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۱- ڈنڈیاں طلائی ۲ عدد وزن ۱/۲ تولہ قیمت ۷۵ روپے

۲- جگنی طلائی ۱ عدد وزن ۱/۲ تولہ قیمت ۷۵ روپے

۳- کڑے طلائی ۲ عدد وزن ۵ تولہ قیمت ۱۹۰ روپے

۴- حق مہر ۵۰۰ روپے

میزان ۸۴۰ روپے

مَیں مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت اسکے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی + ۱-۷/۳۹ - الامت:۔ سکینہ بی بی + گواہ شد:۔ محمد حسین خاوند موصیہ بقلم خود + گواہ شد:۔ محمد حنیف پنشنر بقلم خود +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریشمی و سوتی لباس کی بیل

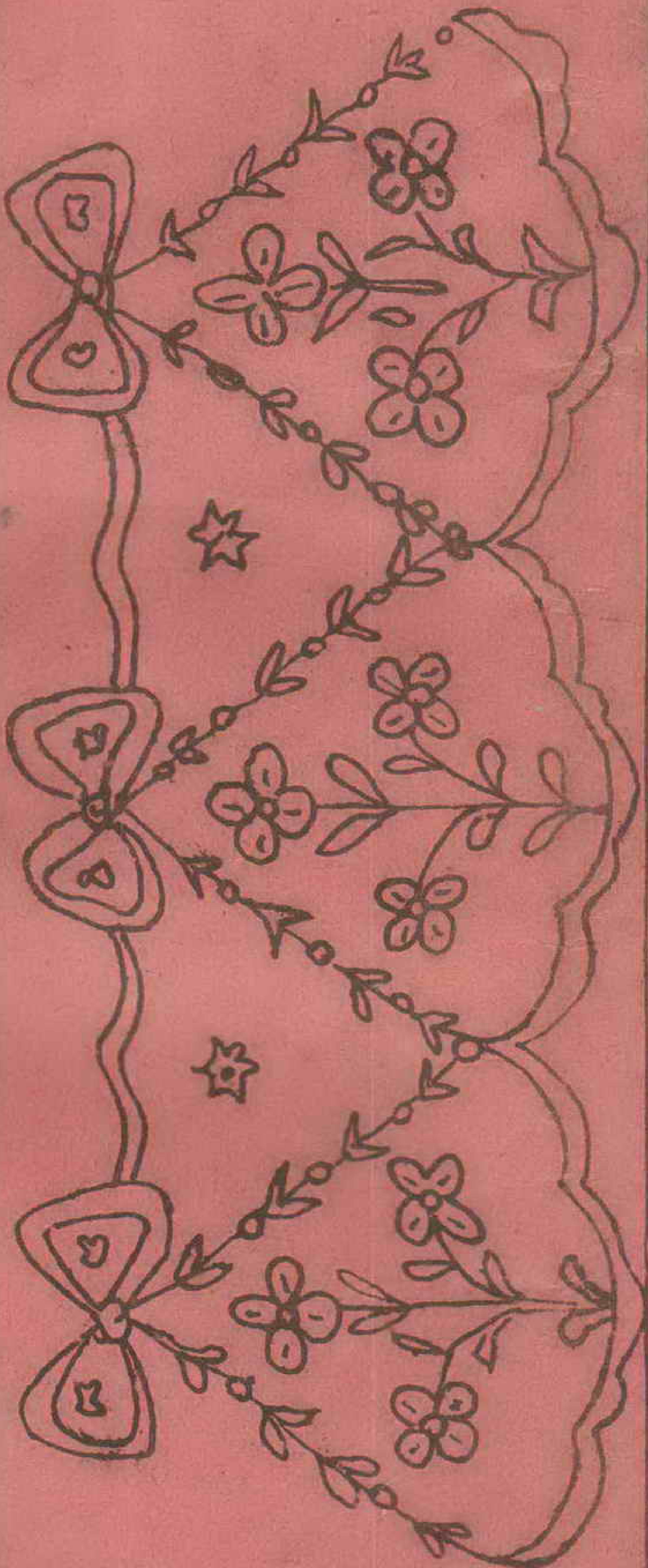

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساڑھی میں خوب زیب دیتی ہے۔

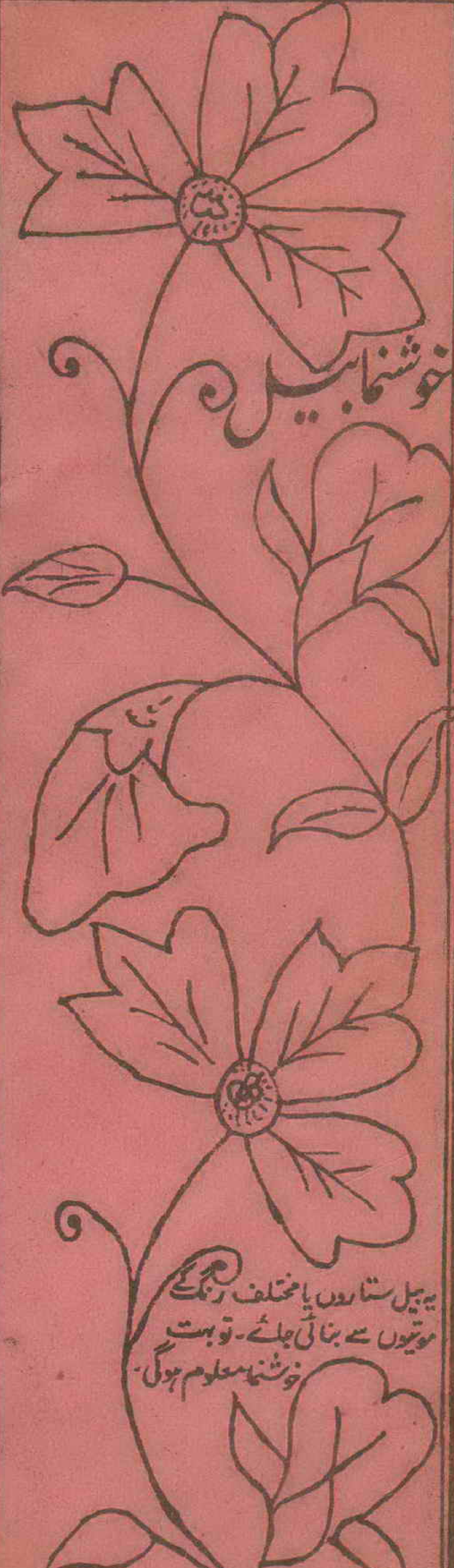

(زبیدہ شفقت دینیات درجہ ثانیہ قادیان)

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔